انا خاتم النبیین لا نبی بعدی ﷺ

مسلسل اشاعت کے ۳۶ سال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

شمارہ ۹ جلد ۱۲

رمضان المبارک ۱۴۲۹ھ ستمبر 2008ء

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

ماہ رمضان المبارک کے فضائل و احکام

عید الفطر اور صدقۃ الفطر

قادیانیوں کے ساتھ مناظرہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ لولاک ملتان

شمارہ: ۷ ● جلد: ۱۲

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینیؒ
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
صاحبزادہ طارق محمودؒ

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی: خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ العالی

زیر سرپرستی: حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر صاحب

نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر: حضرت مولانا عزیز احمد

حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی

ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ مبشر محمود

مرتب: مولانا غلام رسول دینپوری

کمپوزنگ: یوسف ہارون

مجلس منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا محمد اسماعیل شجاعبادی
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	حافظ محمد ثاقب
مولانا فقیر اللہ اختر	مولانا مفتی حفیظ الرحمن
مولانا محمد نذر عثمانی	مولانا قاضی احسان احمد
مولانا غلام حسین	مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا محمد اسحاق ساقی	مولانا محمد علی صدیقی
مولانا غلام مصطفےٰ	مولانا محمد حسین ناصر
چوہدری محمد اقبال	غلام مصطفےٰ چوہدری ایڈووکیٹ
مولانا عبدالرزاق	مولانا محمد قاسم رحمانی
مولانا عبدالستار حیدری	مولانا عبدالحکیم نعمانی

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 061-4583486-4514122

ناشر: عزیز احمد مطبع: تشکیل نو پرنٹرز ملتان مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم!

چناب نگر میں علم وعرفان کی بارش	ادارہ	3
بھارتی اخبارات میں توہین آمیز خاکوں کی اشاعت	؍؍	3
اقلیتی وفد کی وزیراعظم سے ملاقات	؍؍	4
سزائے موت کے خاتمہ کا اعلان	؍؍	4
اسم محمدﷺ کے ڈیزائن والی بیڈشیٹ	؍؍	5

مقالات ومضامین!

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ	مولانا مفتی محمد طیب	6
حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ	مولانا عطاء اللہ حنیف	11
ماہ رمضان المبارک کے فضائل واحکام	مولانا سید عبدالکریم گمتھلویؒ	15
عیدالفطر وصدقۃ الفطر	مولانا مفتی عبدالشکور ترمذیؒ	20
پروفیسر محمد الیاس برنیؒ	ڈاکٹر عبدالحلیم چشتی	27
حضرت امیر شریعتؒ کے ساتھ چندروز	مولانا محمد اکرم طوفانی	31
حضرت سید نفیس الحسینیؒ	ڈاکٹر خلیل الدین مکہ مکرمہ	34

ردقادیانیت!

قادیانیوں کے ساتھ مناظرہ	مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ	37
قادیانیوں اور دوسرے کافروں میں فرق	مولانا مفتی محمد راشد مدنی	46

متفرقات!

حضرت مولانا عبدالمجید انورؒ کی رحلت	مولانا اللہ وسایا	50
جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	54

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم!

چناب نگر میں علم وعرفان کی بارش!

چناب نگر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامع مسجد ختم نبوت مسلم کالونی میں سالانہ ردقادیانیت وعیسائیت کورس (بوقت تحریر) جاری ہے۔ جس میں ملک کے چاروں صوبوں اور آزاد کشمیر سے ساڑھے تین سو سے زائد طلبائے کرام شریک ہیں۔ چناب نگر کے درودیوار پر عجیب وغریب کیفیات طاری ہیں۔ وقتاً فوقتاً جامع مسجد ختم نبوت کا وسیع وعریض ہال تاجدار ختم نبوت کے فلک شگاف نعروں سے گونج اٹھتا ہے۔

کورس کے شرکاء سے قادیانیت وعیسائیت پر سپیشلسٹ علمائے کرام شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا، مجلس کے بزرگ مبلغ اور فنافی ناموس رسالت مولانا محمد اکرم طوفانی، جامعہ خیرالمدارس ملتان کے دعوت وارشاد کے شعبہ کے انچارج مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی، جامعہ نصرت العلوم گوجرانوالہ کے استاذ الحدیث مولانا عبدالقدوس خان، پاکستان شریعت کونسل پنجاب کے صدر مولانا عبدالحق خان بشیر، جامعہ دارالعلوم مدنیہ ڈسکہ سیالکوٹ کے استاذ مولانا قاری غلام مرتضیٰ، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا مفتی محمد راشد مدنی رحیم یار خان، مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن ٹنڈو آدم، مولانا غلام رسول دین پوری ملتان، مولانا محمد اسحٰق ساقی بہاول پور، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی لاہور، مولانا فقیر اللہ اختر سیالکوٹ نے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت وحقانیت، حیات مسیح علیہ السلام، ردکفارہ وتثلیث اور ابنیت مسیح، قادیانیت کی ملک وملت دشمنی، علماء حقہ کی تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں عظیم الشان خدمات، مرزائیت وقادیانیت کی تاریخ اور دیگر اہم موضوعات پر لیکچر دیئے۔ جامعہ مدنیہ (جدید) لاہور کے استاذ الحدیث مولانا محمد حسن، مولانا اسامہ رضوان سرگودھا اور بچوں کا اسلام کے ایڈیٹر جناب حاجی اشتیاق احمد، مولانا محمد قاسم رحمانی، مولانا عبدالحکیم نعمانی، مولانا غلام مصطفیٰ، مولانا سجاد الٰہی چناب نگر کے ولولہ انگیز بیانات ہوئے۔ مولانا عبدالرشید سیال، مولانا عبدالستار خوشاب، جامعہ ختم نبوت کے اساتذہ کرام قاری عبیدالرحمٰن، قاری محمد رمضان، قاری محمد اختر، قاری عبدالرحمٰن اور بھائی غلام یاسین مہمانان رسول کی خدمت میں شب وروز مصروف ہیں۔ (تفصیلات اگلے شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں۔)

بھارتی اخبارات میں توہین آمیز خاکوں کی اشاعت

ڈنمارک، ناروے اور بعض دوسرے یورپین ممالک میں توہین آمیز خاکوں کی اشاعت کے بعد اب انڈیا کے ایک ہندو اخبار نے توہین آمیز خاکے شائع کر کے عالم اسلام کے جذبات واحساسات سے کھیلنے کی کوشش کی ہے۔ جس پر پارلیمنٹ سمیت ملک کے تمام قابل ذکر ادارے صدائے احتجاج بلند کر رہے ہیں۔ لیکن قرار دادیں، مظاہرے اور صدائے احتجاج بے نتیجہ اور بے اثر ہو چکے ہیں۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلامی کانفرنس کی تنظیم اس پر موثر لائحہ عمل کا علان کرے۔ تمام اسلامی ممالک ایسے ممالک کا اقتصادی اور معاشی بائیکاٹ کریں اوران ممالک کی مصنوعات کا داخلہ اپنے ممالک میں بند کریں اور ان سے سفارتی تعلقات منقطع کرلیں۔ تاکہ آئندہ کے لئے وہ ایسی قبیح حرکت کاارتکاب نہ کرسکیں۔

اقلیتی وفد کی وزیراعظم سے ملاقات

گزشتہ دنوں ایک اقلیتی وفد وزیراعظم پاکستان جناب سید یوسف رضا گیلانی کو ملا۔ جس نے ملک میں ’’امتیازی قوانین‘‘ کے خاتمہ کی درخواست کی۔ اس سلسلہ میں وزیراعظم پاکستان نے ایک کمیٹی قائم کردی ہے جو امتیازی قوانین کا جائزہ لے کر اس کے خلاف رپورٹ تیار کرے گی۔ وزیراعظم پاکستان کے اس بیان سے اسلامیان پاکستان میں تشویش کی لہر دوڑ گئی ہے۔ کیونکہ پاکستان میں اقلیتوں کے خلاف کوئی امتیازی قوانین نہیں۔ عیسائی اقلیت ملک میں پرامن زندگی گزار رہی ہے۔ ان کی مذہبی رسومات، عبادت گاہوں اور دیگر معاملات میں انہیں مکمل آزادی حاصل ہے۔ اگر امتیازی قوانین سے مراد گستاخ رسول کی سزا کا قانون ہے تو یہ قانون کسی اقلیت کے سر پر لٹکتی ہوئی تلوار نہیں۔ جس کسی نے بھی ناموس رسالت کے خلاف زبان درازی کی وہ اس قانون کی زد میں آیا اور زیادہ تر مسلمان کہلانے والے اس کی زد میں آئے۔ چنانچہ یوسف کذاب، گوہرشاہی، ستاری گوپانگ اپنے آپ کو مسلمان کہلاتے تھے۔ جب انہیں معاف نہیں کیا گیا تو کسی بھی اقلیتی فرد کو رحمت دوعالم ﷺ سمیت کسی بھی نبی کی شان میں گستاخی کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ اگر امتیازی قوانین سے مراد مذکورہ بالا قانون ہے تو مسلمانان پاکستان جان کا نذرانہ دے کر اس کی حفاظت کریں گے۔ لہٰذا وزیراعظم پاکستان اس کی وضاحت کریں اور اقلیتوں کی بے جاناز برداری کی بجائے انہیں ملکی قانون کا پابند بنائیں۔

سزائے موت کے خاتمہ کا اعلان

محترمہ بےنظیر بھٹو کے یوم پیدائش کے موقع پر وزیراعظم جناب سید یوسف رضا گیلانی نے سزائے موت کے قیدیوں کی سزا کو عمر قید کے ساتھ تبدیل کرنے کا اعلان کیا ہے۔ سزائے موت کے خاتمہ کی آڑ میں گستاخ رسول کی سزا کا خاتمہ، شادی شدہ زانی کے لئے رجم کی سزا، قاتل سے قصاص وہ قوانین ہیں جو حدود اللہ کے زمرے میں آتے ہیں۔ حدود اللہ کا خاتمہ قرآن وسنت کے متصادم اور ملک کے لئے دینی اقدار کے خاتمہ کے مترادف ہے۔ جس پر ایک عرصہ سے امریکہ اور یورپ کا دباؤ جاری ہے کہ گستاخ رسول کی سزا اور حدود وتعزیرات کے اسلامی قوانین کو ختم کیا جائے۔ وزیراعظم کے اس اعلان سے امریکہ اور دیگر یورپی ممالک اس وقت تک خوش نہیں ہوں گے جب تک کلیتہً دین اسلام کو ملک سے دیس نکالا نہ دے دیا جائے۔ چنانچہ قرآن پاک کا اعلان ہے کہ: ’’ولن ترضیٰ عنك اليهود ولاالنصاریٰ حتیٰ تتبع ملتهم‘‘ یہود ونصاریٰ اس وقت مسلمانوں سے راضی نہیں ہوں گے جب تک مسلمان بالکل اسلام سے دستبرداری کا اعلان نہ کریں۔ لہٰذا یہود ونصاریٰ کو راضی کرنے کی بجائے اللہ اور اس کے رسول کو راضی کرتے ہوئے یہ اعلان واپس لیا جائے۔

اسم محمد ﷺ کے ڈیزائن والی بیڈشیٹ پرنٹ کرنے پر مل نذر آتش

ایک عرصہ سے ملک بھر میں بیڈشیٹوں (بستر کی چادریں)، زنانہ استعمال کے کپڑوں، کارپٹ اور قالینوں پر اللہ پاک پروردگار عالم اور سرور کائنات ﷺ کا نام نامی اسم گرامی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پرنٹ کر کے اللہ رب العزت کے عذاب کو دعوت دی جارہی ہے۔ اس سلسلہ میں جلسے، جلوس، مظاہرے اور ریلیاں نکلیں۔ لیکن مل مالکان ٹس سے مس نہ ہوئے تو لوگ انتہائی اقدام پر مجبور ہو گئے۔ چنانچہ حال ہی میں کھڑیانوالہ فیصل آباد میں کمال ٹیکسٹائل ملز کو آگ لگادی گئی۔ خبر پیش خدمت ہے:

> ”فیصل آباد (بیورو رپورٹ) ٹیکسٹائل ملز کی جانب سے اسم محمد ﷺ کے ڈیزائن والی بیڈشیٹ پرنٹ کرنے کی جسارت پر مزدوروں اور اہل علاقہ نے مل کو آگ لگادی۔ تفصیلات کے مطابق کھڑیانوالہ جڑانوالہ روڈ پر کمال ٹیکسٹائل ملز میں ایکسپورٹ کوالٹی بیڈشیٹ کے ایک ڈیزائن کے اندر پھولوں میں اسم محمد ﷺ پرنٹ کیا گیا جو کہ واضح طور پر پڑھا جاسکتا ہے۔ توہین رسالت کی اس جسارت کے بارے میں معلوم ہونے پر مزدوروں نے احتجاج شروع کر دیا جس میں اہل علاقہ بھی شامل ہو گئے۔ توہین رسالت کی خبر ملنے پر اردگرد کے علاقوں سے سینکڑوں افراد وہاں پہنچ گئے اور انہوں نے ٹائر جلا کر روڈ بلاک کر دی۔ اس احتجاج کے باوجود انتظامیہ ٹس سے مس نہ ہوئی تو مظاہرین نے مل کو آگ لگادی۔“ (روزنامہ اسلام لاہور، ۴/اگست ۲۰۰۸ء)

مذکورہ بالا خبر سے مل مالکان کو بخوبی اندازہ ہو جانا چاہئے کہ اسلامیان پاکستان سب کچھ برداشت کر سکتے ہیں۔ لیکن رحمت دو عالم ﷺ کی شان اقدس میں ذرہ برابر بھی گستاخی برداشت نہیں کر سکتے۔ لہٰذا حکومت پاکستان فوری طور پر مذکورہ بالا ملز مالکان کے خلاف تعزیرات پاکستان کی دفعہ نمبر 295-C کے تحت کیس رجسٹرڈ کر کے ملزمان کو قرار واقعی سزا دے۔ تاکہ آئندہ کسی بدباطن کو رحمت دو عالم ﷺ کی شان اقدس میں دریدہ دہنی کی جرات نہ ہو سکے۔ نیز ایسے کسی دریدہ دہن کی توبہ کو قبول نہ کیا جائے۔

ایک عرصہ سے رچایا جانے والا یہ ناٹک اور اس کی پشت پر قادیانی سازش کارفرما ہے۔ اس لئے کہ قادیانیوں کی گھٹی میں گستاخی رسالت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ مرزا قادیانی جہنم مکانی کا سارا لٹریچر رسالت مآب ﷺ کی اہانت سے بھرا ہوا ہے۔ مرزا قادیانی کہیں تو حضور ﷺ کو پہلی رات کے چاند کے ساتھ اور اپنے آپ کو چودھویں رات کے چاند کے ساتھ تشبیہ دیتے ہوئے نظر آتا ہے اور کہیں رحمت دو عالم ﷺ کے معجزات کی تعداد تین ہزار اور اپنی خرافات کو دس لاکھ معجزات سے تعبیر کرتے ہوئے نظر آتا ہے اور ایسے ہی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو غلیظ ترین گالیاں دیتے ہوئے نظر آتا ہے اور کہیں اپنے آپ کو تمام نبیوں سے بڑھ کر قرار دے رہا ہے۔ غرض اہانت رسولؐ اور قادیانیت لازم وملزم ہیں۔ حکمران اگر تحقیق وتفتیش کی زحمت گوارہ کریں تو مذکورہ بالا واقعہ میں بھی قادیانی خباثت کارفرما نظر آئے گی۔ دیکھتے ہیں پاکستان مسلم لیگ کی گورنمنٹ اس کا کیا حل تلاش کرتی ہے؟۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ!

مولانا مفتی محمد طیب

عائشہ نام، صدیقہ اور حمیرا لقب، ام عبداللہ کنیت، حضرت ابوبکر صدیقؓ کی صاحبزادی ہیں۔ ماں کا نام زینب تھا۔ ام رومانؓ کنیت تھی اور قبیلہ غنم بن مالک سے تھیں۔ حضرت عائشہؓ بعثت کے چار برس بعد شوال کے مہینے میں پیدا ہوئیں۔ سیدنا صدیق اکبرؓ کا در اقدس وہ سعادت مند کاشانہ تھا جہاں خورشید اسلام کی شعاعیں سب سے پہلے ضوفگن ہوئیں۔ اس بناء پر حضرت عائشہؓ ان برگزیدہ ہستیوں میں سے ہیں جن کے کانوں نے کبھی کفر وشرک کی آواز نہیں سنی۔ خود حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب سے میں نے اپنے والدین کو پہچانا، ان کو مسلمان پایا۔ حضرت عائشہؓ کو وائل کی بیوی نے دودھ پلایا۔ وائل کی کنیت ابوقعیس تھی۔ وائل کے بھائی حضرت افلحؓ حضرت عائشہؓ کے رضاعی چچا کبھی کبھی ان سے ملنے آیا کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ کی اجازت سے وہ ان کے سامنے آتی تھیں۔ رضاعی بھائی بھی کبھی کبھی ملنے آتا تھا۔ (بخاری)

تمام ازواج مطہرات میں یہ شرف صرف حضرت عائشہؓ کو حاصل ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کی کنواری بیوی تھیں۔ آنحضرت ﷺ سے پہلے وہ جبیر بن مطعم کے صاحبزادے سے منسوب ہوئیں تھیں۔ لیکن جب حضرت خدیجہؓ کے انتقال کے بعد خولہ بنت حکیمؓ نے آنحضرت ﷺ سے اجازت لے کر ام رومان سے کہا اور انہوں نے حضرت ابوبکرؓ سے ذکر کیا تو چونکہ یہ ایک قسم کی وعدہ خلافی تھی۔ بولے کہ جبیر بن مطعم سے وعدہ کر چکا ہوں۔ لیکن ابن مطعم نے خود اس بناء پر انکار کر دیا کہ اگر حضرت عائشہؓ ان کے گھر آ گئیں تو گھر میں اسلام کا قدم آ جائے گا۔ بہرحال حضرت ابوبکرؓ نے آنحضرت ﷺ سے عقد کر دیا۔ پانچ سو درہم مہر قرار پایا۔ یہ سن ۱۰ نبوی کا واقعہ ہے۔ اس وقت حضرت عائشہؓ چھ برس کی تھیں۔ یہ نکاح اسلام کی سادگی کی حقیقی تصویر تھا۔ حضرت عطیہؓ یہ واقعہ اس طرح بیان کرتی ہیں کہ حضرت عائشہؓ لڑکیوں کے ساتھ کھیل رہی تھیں۔ ان کی انا آئی اور ان کو لے گئی۔ حضرت ابوبکرؓ نے آ کر نکاح پڑھا دیا۔ حضرت عائشہؓ خود فرماتی ہیں کہ جب میرا نکاح ہوا تو مجھ کو خبر تک نہ ہوئی۔ جب میری والدہ نے باہر نکلنے میں روک ٹوک شروع کی تب سمجھی کہ میرا نکاح ہو گیا ہے۔ اس کے بعد میری والدہ نے مجھے سمجھا بھی دیا۔ (طبقات ابن سعد)

نکاح کے بعد مکہ میں آنحضرت ﷺ کا قیام تین سال تک رہا۔ ۱۳ نبوی میں آپ ﷺ نے ہجرت کی تو حضرت ابوبکرؓ ساتھ تھے اور اہل وعیال کو مکہ میں چھوڑ آئے تھے۔ جب مدینہ میں اطمینان ہوا تو حضرت ابوبکرؓ نے عبداللہ بن اریقطؓ کو بھیجا کہ ام رومانؓ، اسماءؓ اور عائشہؓ کو لے آئیں۔ مدینہ میں آ کر حضرت عائشہ سخت بخار میں مبتلا ہوئیں۔ صحت ہوئی تو ام رومانؓ کو رسم عروسی ادا کرنے کا خیال آیا۔ اس وقت حضرت عائشہؓ کی عمر نو سال کی تھی۔ سہیلیوں کے ساتھ جھولا جھول رہی تھیں کہ ام رومانؓ نے آواز دی۔ ان کو اس واقعہ کی خبر تک نہیں تھی۔ ماں کے پاس آئیں۔ انہوں نے منہ دھویا، بال درست کیے، گھر میں لے گئیں۔ انصار کی عورتیں انتظار میں تھیں۔ یہ گھر میں داخل ہوئیں تو سب نے مبارک باد دی۔ تھوڑی دیر کے بعد خود آنحضرت ﷺ تشریف لائے۔ شوال میں نکاح ہوا تھا اور تین سال بعد شوال ہی میں رخصتی ہوئی۔

۱...... عرب میں منہ بولے بھائی کی لڑکی سے شادی نہیں کرتے تھے۔ اسی بناء پر جب حضرت خولہؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے آنحضرتﷺ کا ارادہ ظاہر کیا تو انہوں نے حیرت سے کہا کہ کیا یہ جائز ہے؟۔ عائشہؓ تو رسول اللہﷺ کی بھتیجی ہے۔ لیکن آنحضرتﷺ نے فرمایا انت اخ فی الاسلام تم تو میرے صرف مذہبی بھائی ہو۔

۲...... عرب میں شوال میں شادی نہیں کرتے تھے۔ زمانہ قدیم میں اس مہینہ میں طوفان آیا تھا۔ لیکن حضرت عائشہؓ خود فرماتی ہیں کہ میرا نکاح بھی شوال میں ہوا اور رخصتی بھی شوال میں ہوئی تھی۔ حضورﷺ کی بیویوں سے کونسی مجھ سے نصیبہ ور اور حضورﷺ کی محبوبہ تھی۔

غزوات میں غزوہ احد اور غزوہ بنی المصطلق میں حضرت عائشہؓ کی شرکت کا پتہ چلتا ہے۔ حضرت انسؓ سے صحیح بخاری میں منقول ہے کہ میں نے حضرت عائشہؓ اور ام سلیمؓ کو دیکھا کہ مشک بھر بھر کر لاتی تھیں اور زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں۔ غزوہ بنی مصطلق کہ ۵ ہجری کا واقعہ ہے۔ حضرت عائشہؓ آنحضرتﷺ کے ساتھ تھیں۔ واپسی میں ان کا ہار کہیں ٹوٹ گیا۔ پورا قافلہ ٹھہرا ہوا تھا۔ نماز کا وقت آیا تو پانی نہ ملا۔ تمام صحابہ کرامؓ پریشان تھے۔ آپﷺ کو خبر ہوئی اور تیمم کی آیت نازل ہوئی۔ اس اجازت سے سب لوگ خوش ہوئے۔ اسید بن حضیرؓ نے کہا کہ اے آل ابوبکرؓ! تم لوگوں کے لئے سرمایہ برکت ہو۔

اسی معرکہ میں واقعہ افک پیش آیا۔ یعنی منافقین نے حضرت عائشہؓ پر تہمت لگائی۔ احادیث اور سیر کی کتابوں میں اس واقعہ کو نہایت تفصیل سے نقل کیا ہے۔ قرآن مجید میں صاف مذکور ہے کہ سننے کے ساتھ ہی لوگوں نے یہ کیوں نہیں کہہ دیا کہ یہ بہت بڑی بہتان پردازی ہے۔ اس واقعہ کے لئے الگ موضوع درکار ہے۔

ربیع الاول ۱۱ ہجری میں آنحضرتﷺ نے دنیا سے سفر فرمایا۔ قبل ازیں تیرہ دن علیل رہے۔ جن میں آٹھ دن حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں اقامت فرمائی۔ خلق عظیم کی بناء پر ازواج مطہراتؓ سے صاف طور سے اجازت طلب نہیں فرمائی۔ بلکہ پوچھا کہ کل میں کس کے گھر رہوں گا؟۔ دوسرا دن یعنی دوشنبہ حضرت عائشہؓ کے قیام فرمانے کا تھا۔ ازواج مطہراتؓ منشاء مبارک سمجھ گئیں۔ عرض کی کہ آپﷺ جہاں چاہیں قیام فرمائیں۔ ضعف اس قدر زیادہ ہوگیا تھا کہ چلا نہیں جاتا تھا۔ حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ دونوں سہارا دے کر بمشکل حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں لائے۔ جس روز وفات ہوئی۔ بظاہر طبیعت کو سکون تھا۔ لیکن دن چڑھتے ہی تکلیف بڑھ گئی۔ بار بار غشی ہوتی تھی۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب آپﷺ تندرست تھے تو فرمایا کرتے تھے کہ انبیاء کو اختیار دیا جاتا ہے کہ خواہ وہ موت کو قبول کریں یا حیات دنیا کو ترجیح دیں۔ اس حالت میں اکثر آپﷺ زبان مبارک سے قرآن مجید کے یہ الفاظ ادا فرماتے تھے: مع الذین انعم اللہ علیہم اور کبھی یہ فرماتے تھے: اللہم الرفیق الاعلی! وہ سمجھ گئیں کہ اب صرف رفاقت خداوندی مطلوب ہے۔

وفات سے پہلے حضرت ابوبکرؓ کے صاحبزادے عبدالرحمٰنؓ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ عبدالرحمٰنؓ کے ہاتھ میں مسواک تھی۔ حضورﷺ نے مسواک کی طرف نظر جما کر دیکھا۔ حضرت عائشہؓ سمجھیں کہ آپﷺ مسواک کرنا چاہتے ہیں۔ اپنے بھائی سے مسواک لے کر دانتوں سے نرم کی اور خدمت اقدس میں پیش کی۔ آپﷺ نے بالکل

تندرستوں کی طرح مسواک فرمائی۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فخر یہ فرمایا کرتی تھیں کہ تمام بیویوں میں یہ شرف مجھ ہی کو حاصل ہے کہ آخروقت میں بھی میرا جھوٹا آپ ﷺ نے منہ میں لگایا۔

اب وفات کا وقت قریب آ رہا تھا۔ حضرت عائشہؓ آپ ﷺ کو سنبھالے بیٹھی تھیں کہ دفعتاً بدن کا بوجھ محسوس ہوا۔ دیکھا تو آنکھیں رفیق اعلیٰ کی طرف محو ہو چکی تھیں اور روح پاک عالم قدس میں پرواز کر گئی تھی۔ حضرت عائشہؓ نے آہستہ سے سراقدس تکیہ پر رکھ دیا اور رونے لگیں۔ حضرت عائشہؓ کے باب مناقب کا سب سے زریں باب یہ ہے کہ ان کے حجرہ کو آنحضرت ﷺ کی آخری آرام گاہ بننا نصیب ہوا۔

آنحضرت ﷺ کی وفات کے دو برس بعد ۱۳ ہجری میں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے انتقال فرمایا اور حضرت عائشہؓ کے لئے سایۂ شفقت بھی باقی نہ رہا۔ حضرت ابوبکرؓ کے بعد حضرت عمر بن خطابؓ خلیفہ ہوئے۔ انہوں نے حضرت عائشہؓ کی جس قدر دل جوئی کی وہ خود اس کو اس طرح بیان فرماتی ہیں کہ ابن خطابؓ نے آنحضرت ﷺ کے بعد مجھ پر بڑے بڑے احسانات کئے۔ (مستدرک حاکم)

حضرت امیر معاویہؓ کے زمانہ خلافت کے آخر میں ۵۸ ہجری ماہ رمضان میں حضرت عائشہؓ نے رحلت فرمائی۔ اس وقت سترسٹھ برس کا سن تھا اور وصیت کے مطابق جنت البقیع میں رات کے وقت مدفون ہوئیں۔ قاسم بن محمدؒ، عبداللہ بن عبدالرحمٰنؒ، عبداللہ بن ابی عتیقؒ، عروہ بن زبیرؒ اور عبداللہ بن زبیرؓ نے قبر میں اتارا۔ اس وقت حضرت ابوہریرہؓ مروان بن حکم کی طرف سے مدینہ کے حاکم تھے۔ انہوں نے نماز جنازہ پڑھائی۔

حضرت عائشہؓ کو کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ حضرت عائشہؓ کی کنیت ام عبداللہ ان کے بھانجے عبداللہ بن زبیرؓ کی نسبت سے تھی۔ جن کو انہوں نے متبنّٰی بنایا ہوا تھا۔

ان کا علمی مقام بہت اونچا تھا۔ جامع ترمذی میں حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ: ’’ما اشکل علینا صحاب محمد قط فسألنا عائشة الا وجدنا عندنا منه علماً ‘‘ ﴿ہم کو کبھی کوئی ایسی مشکل بات پیش نہیں آئی جس کو ہم نے عائشہؓ سے پوچھا ہو اور ان کے پاس اس کے متعلق کچھ معلومات نہ ملی ہوں۔﴾

امام زہریؒ جو سرخیل تابعین ہیں۔ فرماتے ہیں کہ: ’’کانت عائشةؓ اعلم الناس یسئلها الاکابر من اصحب رسول اللہ ﷺ (طبقات ابن سعد) ‘‘ ﴿عائشہؓ تمام لوگوں میں زیادہ عالم تھیں۔ بڑے بڑے اکابر صحابہؓ ان سے پوچھا کرتے تھے۔﴾

عروہ بن زبیرؒ کا قول ہے کہ: ’’ما رأیت احداً اعلم بالقرآن ولا بفریضةٍ ولا بحلال ولا بفقهٍ ولا بشعرٍ ولا بطبٍ ولا بحدیث العرب ولا نسبٍ من عائشهؓ‘‘ ﴿قرآن، فرائض، حلال وحرام، فقہ، شاعری، طب، عرب کی تاریخ اور نسب کا عالم عائشہؓ سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا۔﴾

امام زہریؒ ایک جگہ حضرت عائشہؓ کی فضیلت میں لکھتے ہیں کہ: ’’لو جمع علم الناس کلهم ثم علم ازواج النبی فکانت عائشةؓ اوسعهم علماً (طبقات ابن سعد) ‘‘ ﴿اگر تمام لوگوں کا اور امہات المومنین کا علم ایک جگہ جمع کیا جائے تو حضرت عائشہؓ کا علم وسیع تر ہوگا۔﴾

حضرت عائشہؓ کا شمار مجتہدین صحابہؓ میں ہے اور اس حیثیت سے وہ اس قدر بلند ہیں کہ ان کا نام حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کے ساتھ لیا جا سکتا ہے۔ حضرت عائشہؓ، حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں فتویٰ دیتی تھیں۔ حضرت عائشہؓ مکثرین صحابہؓ میں داخل ہیں۔ ان سے ۲۲۱۰ حدیثیں مروی ہیں جن میں ۲۸۶ حدیثوں پر شیخین نے اتفاق کیا ہے۔ بعض لوگوں کا قول ہے کہ احکام شرعیہ میں سے ایک چوتھائی ان سے منقول ہیں۔ علم کلام کے متعدد مسائل ان سے منقول ہیں۔

چنانچہ رویت باری، علم غیب، عصمت انبیاء، معراج، ترتیب خلافت اور سماع موتی وغیرہ کے متعلق انہوں نے جو خیالات ظاہر کئے ہیں۔ انصاف یہ ہے کہ ان میں ان کی دقت نظر کا پلہ باری نظر آتا ہے۔ علم اسرار الدین کے متعلق بھی ان سے بہت سے مسائل مروی ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید کی ترتیب نزول، مدینہ میں کامیابی اسلام کے اسباب، غسل جمعہ، نماز قصر کی علت، صوم عاشورہ کا سبب، حج کی حقیقت اور ہجرت کے معنی کی انہوں نے خاص تشریحیں کی ہیں۔

تاریخ عرب کے علم میں وہ اپنا جواب نہیں رکھتی تھیں۔ عرب جاہلیت کے حالات، ان کے رسم ورواج، ان کے انساب اور ان کی طرز معاشرت کے متعلق انہوں نے بعض ایسی باتیں بیان فرمائی ہیں جو دوسری جگہ نہیں مل سکتیں۔ اسلامی تاریخ کے متعلق بھی بہت سے اہم واقعات ان سے منقول ہیں۔ ادبی حیثیت سے وہ نہایت شیریں کلام اور فصیح اللسان تھیں۔ ترمذی میں موسیٰ بن طلحہ کا یہ قول نقل ہے ''مارأیت افصح من عائشة'' ﴿میں نے عائشہؓ سے زیادہ کسی کو فصیح اللسان نہیں دیکھا۔﴾

اگرچہ احادیث میں روایت بالمعنیٰ کا عام طور پر رواج ہے اور روایت باللفظ بہت کم ہوتی ہے۔ تاہم جہاں حضرت عائشہؓ کے الفاظ اصلی محفوظ رہ گئے ہیں۔ پوری حدیث میں جان پڑ گئی ہے۔ مثلاً آغاز وحی کے سلسلہ میں فرماتی ہیں کہ: ''فمارأی رویاً الاجأت مثل فلق الصبح'' ﴿آپ جو خواب دیکھتے تھے سپیدۂ سحر کی طرح نمودار ہو جاتا تھا۔﴾

آنحضرت ﷺ پر جب وحی کی کیفیت طاری ہوتی تو جبیں مبارک پر پسینہ آ جاتا تھا۔ اس کو اس طرح ادا کرتی ہیں: ''مثل الجمان'' ﴿پیشانی پر موتی ڈھلکتے تھے۔﴾

صحیح بخاری میں ان کے ذریعہ سے ام ذرع کا جو قصہ مذکور ہے۔ وہ جان ادب ہے اور اہل ادب نے اس کی مفصل شرحیں اور حاشیے لکھے ہیں۔

خطابت کے اعتبار سے بھی حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کے سوا تمام صحابہ کرامؓ میں ممتاز تھیں۔ حضرت عائشہؓ کو شعر نہیں کہتی تھیں۔ تاہم شاعرانہ مذاق اس قدر عمدہ پایا تھا کہ حضرت حسان بن ثابتؓ جو عرب کے مسلم شاعر ہیں۔ ان کی خدمت میں اشعار سنانے کے لئے حاضر ہوتے تھے۔ امام بخاریؒ نے الادب المفرد میں لکھا ہے کہ حضرت عائشہؓ کو کعب بن مالکؓ کا پورا قصیدہ یاد تھا۔ اس قصیدہ میں کم وبیش چالیس اشعار تھے۔

سخاوت ان میں بہت زیادہ تھی۔ غلاموں کو خرید کر آزاد کرتی تھیں۔ ان کے آزاد کردہ غلاموں کی تعداد

۶۷ ہے۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے ان سے زیادہ سخی کسی کو نہیں دیکھا۔ ایک مرتبہ حضرت امیر معاویہؓ نے ان کی خدمت میں تین لاکھ درہم بھیجے تو شام ہوتے ہوتے سب خیرات کر دیئے اور اپنے لئے کچھ نہ رکھا۔ خود روزہ سے تھیں۔ لونڈی نے عرض کی کہ افطار کے لئے کچھ نہیں ہے۔ فرمایا! پہلے کیوں نہ یاد دلایا۔

ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ جوان کے بھانجے اور متبنٰی تھے۔ ان کی فیاضی دیکھ کر گھبرا گئے اور کہا کہ اب ان کا ہاتھ روکنا چاہئے۔ حضرت عائشہؓ کو معلوم ہوا تو سخت ناراض ہوئیں اور قسم کھالی کہ ان سے بات نہ کریں گی۔ چنانچہ ابن زبیرؓ مدت تک معتوب رہے اور بڑی مشکل سے ان کا غصہ فرو ہوا۔ حضرت عائشہؓ نہایت خاشع، متضرع اور عبادت گزار تھیں۔ چاشت کی نماز برابر پڑھتیں۔ آنحضرتﷺ کے زمانے میں آپﷺ کے ساتھ راتوں کو اٹھ کر تہجد کی نماز ادا کرتی تھیں۔

ساہیوال قادیانی جماعت کے ہیڈ کے گھر اور دفتر سے آیات قرآنی ہٹادی گئیں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی تحریری درخواست اور تحریک پر پولیس انتظامیہ نے ابرار قادیانی کے رہائشی مکان اور کاروباری دفتر سے قرآنی آیات اور دیگر اسلامی شعائر ہٹالئے اور اسے تنبیہ کی ہے کہ وہ غیر قانونی اور کھلے عالم قادیانیت کی تبلیغ سے باز رہے اور نوجوان مسلمانوں کو مرتد کرنے اور غیر قانونی اشاعتی سرگرمیاں بند کرے۔ جس سے علاقہ بھر میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ تفصیلات کے مطابق قادیانی جماعت ساہیوال کے مقامی صدر ابرار نے اپنے مکان اور بزنس آفس کے نمایاں مقامات پر قرآنی آیات الیس اللہ بکاف عبدہ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، ماشاء اللہ اور یاحی یاقیوم جیسے اسلامی شعائر کو استعمال کیا۔ بزنس انویسٹمنٹ اور بیرونی ملک ویزے کی لالچ میں مختلف علاقوں کے نوجوانوں کو مرتد بنایا ہوا تھا۔ جس کے خلاف مسلمانوں میں اشتعال واضطراب پایا جانا فطری امر تھا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام جامعہ رشیدیہ میں منعقد ہونے والی سالانہ ختم نبوت کانفرنس میں زبردست احتجاج پر ابرار نے قرآنی آیات پر مشتمل بورڈ لگا کے توہین قرآن کا ارتکاب کیا۔ جو مسلمانوں میں مزید اشتعال اور ردعمل کا موجب بنا۔ اس جرم کے خلاف متعدد بار شہر بھر کی مساجد میں مذمتی قراردادوں کے ذریعے بھی صدائے احتجاج بلند کی گئی۔ قبل اس کے کہ کوئی ناخوش گوار واقعہ رونما ہو۔ عالمی مجلس کے رہنماؤں نے متعدد بار حسین آباد کالونی میں آل پارٹیز احتجاجی اجلاسز اور کارنر میٹنگز کا انعقاد کر کے انتظامیہ اور خفیہ اداروں کو باور کرایا کہ ابرار قادیانی کی غیر قانونی تبلیغی شرانگیزیاں مسلمانوں میں اشتعال کا موجب بن رہی ہیں۔ مولانا عبدالحکیم نعمانی نے طویل باہمی جماعتی مشاورت کے بعد مظلوم مسلمانوں کی دادرسی کرتے ہوئے بطور مدعی مقدمہ کے تھانہ فرید ٹاؤن ساہیوال میں درخواست جمع کرائی کہ ابرار قادیانی کے خلاف دفعہ 298-C اور 295-B کے تحت قانونی کارروائی عمل میں لائی جائے۔ درخواست کے ساتھ مقامی لوگوں کے حلفیہ بیانات بھی لف تھے۔ DSP سٹی اور SHO تھانہ فرید ٹاؤن نے موقع دیکھنے کے بعد کارروائی کرتے ہوئے ابرار قادیانی کے گھر اور بزنس آفس کی نمایاں جگہوں پر سے قرآنی آیات اور دیگر اسلامی شعائر ہٹالئے۔ جب کہ ابرار گرفتاری سے بچنے کے لئے روپوش ہوگیا ہے۔

حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ!

عطاء اللہ حنیف

نام، کنیت، لقب

حضرت علیؓ بن ابوطالب جن کے والد محترم کا نام عبدالمناف کنیت ابوطالب ہے۔ کنیت ابوتراب اور ابوالحسن، لقب اسد اللہ، حیدر المرتضیٰ، یہ لقب حضورﷺ نے عطا فرمائے۔

ولادت باسعادت و تعلق

آپ کی ولادت عام الفیل کے سات سال جبکہ حضورﷺ کی بعثت کے دس سال بعد مکہ کی ایک وادی شعب بنی ہاشم میں ہوئی۔ بعض روایات کے مطابق کہ حضرت علیؓ خانہ کعبہ کے اندر پیدا ہوئے۔ آپ کا تعلق قریش کے معزز خاندان بنی ہاشم سے تھا۔ جن کی اہم خصوصیات میں سے حرم کعبہ کا متولی ہونا، حاجیوں کو پانی پلانا، ان کے ساتھ تعاون کرنا وغیرہ ہیں۔ جبکہ ان کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ سرکار دو عالمﷺ اسی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔

قبول اسلام و ہجرت

حضرت علیؓ کو بچوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے کا اعزاز حاصل ہے۔ بعض روایات کے مطابق صرف آٹھ اور بعض روایات کے مطابق دس سال کی عمر میں آپ نے اسلام قبول کیا۔ حضرت علیؓ نے تیرہ نبوی ربیع الاول کے وسط میں مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ ہجرت کے بعد جب ایک مہاجر اور ایک انصاری کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا گیا تو آپ کے دینی بھائی سہیل بن حنیف انصاری مقرر ہوئے۔

حضرت علیؓ کی شادی

رجب ۲ ہجری میں حضرت فاطمۃ الزہراؓ سے آپ کا نکاح ہوا۔ اس وقت آپ کی عمر بعض روایات کے مطابق ۲۱، جبکہ بعض روایات کے مطابق ۲۴ سال تھی۔ جبکہ حضرت فاطمۃ الزہراؓ کی عمر کے بارے میں ۱۵، ۱۸ اور ۱۹ سال کے اقوال ہیں۔ حق مہر ۴۰۰ مثقال مقرر ہوا۔

جہادی کارنامے

حضرت علیؓ نے غزوہ تبوک کے علاوہ تمام غزوات میں اپنی جرات و شجاعت اور ہمت و استقامت کے جوہر دکھائے۔ آپ کے جہادی کارناموں میں سے چند کا ذکر کیا جاتا ہے۔ غزوۂ بدر ۲ ہجری میں ہوا۔ آپ نے کفار کے دو بڑے سرداروں ولید بن عقبہ اور شیبہ بن ربیعہ کو قتل کر دیا اور بھی متعدد کارنامے انجام دیئے۔

جنگ احد ۳ ہجری میں حضرت علیؓ لشکر کے دائیں حصے میمنہ کے امیر مقرر ہوئے۔ مہاجرین کا جھنڈا پہلے مصعب بن عمیرؓ کے ہاتھوں میں تھا۔ ان کی شہادت کے بعد علم آپ کے ہاتھوں میں آیا۔ کفار کی طرف سے علمبردار ابوسعید بن ابی طلحہ تھا۔ جس نے آپ کو دعوت دی اور اس کے مقابلے میں آپ بڑی بہادری سے لڑے اور اسے جہنم

واصل کر دیا۔ دوران جنگ بہت سے مشرکین کو قتل کرنے کے ساتھ ساتھ کفار کے سرکردہ رہنما ابوالحکم بن الخنس کو بھی قتل کر دیا۔ دوران جنگ جب جنگ کا پانسا پلٹ گیا اور کفار کی فتح کے آثار نظر آنے لگے تو اس وقت اکابر صحابہ کرامؓ کے ساتھ حضور علیہ السلام کے شانہ بشانہ ثابت قدمی کا مظاہرہ کرنے اور کفار کے مقابلے میں بہادری کے ساتھ لڑنے والوں میں آپ پیش پیش تھے۔ جنگ کے دوران جب آپ علیہ السلام کا چہرہ اقدس زخمی ہو گیا تو حضرت علیؓ اور حضرت طلحہؓ نے آپ علیہ السلام کو سہارا دیا۔ جنگ کے بعد ڈھال میں پانی بھر کر لائے اور حضرت فاطمہؓ چہرہ مبارک سے خون کو صاف کرتی تھیں۔ بنی نضیر کے ساتھ جنگ کا واقعہ ربیع الاول ۴ ہجری کو پیش آیا۔ جس میں علمبردار حضرت علیؓ تھے۔ غزوہ خندق کا واقعہ ۵ ہجری کو پیش آیا۔ اس میں حضرت علیؓ نے قبیلہ بنی عامر کے مشہور جنگجو عمر بن عبدود کو قتل کیا۔ ذوالقعدہ ۵ ہجری کو خندق میں بدعہدی کرنے والوں کے خلاف آپ علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے کچھ دستے بھیجے جن میں صحابہ کرامؓ کا ہراول دستہ حضرت علیؓ کی سرکردگی میں تھا۔

حضرت علیؓ کی خصوصیات میں سے یہ بھی ہے کہ مسلمانوں کی طرف سے صلح حدیبیہ کی تحریر حضرت علیؓ نے لکھی۔ آپ نے صلح لکھتے وقت شروع میں محمد رسول اللہ علیہ السلام لکھا۔ جس پر کفار نے اعتراض کیا اور مٹانے کا کہا۔ لیکن آپ نے محبت رسول علیہ السلام اور غیرت ایمانی کی وجہ سے مٹانے سے معذوری ظاہر کی۔ جس کے بعد آپ علیہ السلام نے خود اپنے دست مبارک سے اسے مٹایا اور معجزاتی طور پر محمد بن عبداللہ لکھ دیا۔ صلح حدیبیہ پر بطور گواہ دستخط کرنے والوں میں حضرت علیؓ بھی تھے۔

خیبر کے اایا ۱۲ قلعے تھے۔ ان میں سب سے زیادہ مشکلات قلعہ حصن القموص کو فتح کرنے میں پیش آئیں۔ اس قلعہ کی فتح سے ایک دن پہلے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ کل میں علم اس شخص کے ہاتھ میں دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول علیہ السلام کو محبوب رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول علیہ السلام اس کو پسند کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ سے اس قلعہ کو فتح فرمائیں گے۔ اگلے روز جب آپ علیہ السلام نے قلعہ پر حملہ کرنے کا حکم دینے کی غرض سے حضرت علیؓ کے بارے میں دریافت فرمایا تو پتا چلا کہ آشوب چشم میں مبتلا ہونے کی وجہ سے جنگ میں شریک نہیں ہو سکے ہیں تو آپ علیہ السلام نے اپنا لعاب دہن حضرت علیؓ کی آنکھوں پر لگایا اور دعا دی۔ اللہ تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ حضرت علیؓ کو شفا ملی اور دوبارہ کبھی آپ کو آنکھوں کے بارے میں کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ چنانچہ حضرت علیؓ کے ہاتھوں سے مضبوط قلعہ آسانی سے فتح ہو گیا۔ فتح قموص کے موقع پر حضرت علیؓ نے مشہور جنگجو مرحب کو بھی قتل کر دیا۔

فتح مکہ ۸ ہجری کو حضرت علیؓ نے ان خاص کفار میں سے جن کے قتل کرنے کا حکم ہوا تھا۔ الحویرن بن العقید کو قتل کیا۔ اسی سال غزوہ حنین میں بنو ہوازن نے جب یکدم حملہ کیا اور اس کی وجہ سے مسلمانوں کی فوج کے قدم اکھڑنے لگے اور ان میں بھگدڑ مچ گئی تو اس وقت اپنی جگہ ثابت قدم اور جانثاری کے ساتھ لڑنے والوں میں آپؓ پیش پیش تھے۔

۹ ہجری غزوہ تبوک کے موقع پر آپ علیہ السلام نے حضرت علیؓ کو جنگ میں شریک ہونے سے منع کیا اور آپ کو اہل وعیال کی خانگی امور کی نگرانی اور دوسرے انتظامی امور کے لئے مدینہ میں اپنا نائب بنایا۔ حضرت علیؓ کو جنگ میں

حصہ نہ لینے پر رنج ہوا تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ:"انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ اتد انه لا نبی بعدی"

"علیؓ! کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ تم میری طرف سے اس مرتبے پر ہو جس مرتبے پر موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے حضرت ہارون علیہ السلام تھے۔ مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔" حضرت علیؓ یہ بات سن کر مطمئن ہو گئے اور آپ کا رنج جاتا رہا۔

۹ ہجری میں آپ ﷺ حج کے لئے خود تشریف نہ لے جا سکے اور حضرت ابوبکرؓ کو امیر حج بنا کر مکہ روانہ کر دیا۔ قافلے کی روانگی کے بعد آپ ﷺ پر سورۂ برأت کی آیات نازل ہوئیں۔ جن میں مشرکین مکہ سے سابقہ معاہدہ ختم ہونے کا اعلان تھا۔ ان اطلاعات اور کچھ اہم اعلانات کے لئے حضور ﷺ نے حضرت علیؓ کو روانہ فرمایا۔

۹ ہجری حجتہ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ نے ۶۳ اونٹ اپنے دست مبارک سے ذبح کئے۔ جب کہ باقی اونٹ آپ ﷺ کے حکم سے حضرت علیؓ نے ذبح فرمائے۔ منیٰ میں آپ ﷺ نے کچھ خطبات دیئے تو حضرت علیؓ نے ان فرسودات کو دور کے افراد تک پہنچانے کے لئے معبر کے فرائض انجام دیئے۔

حضرت علیؓ دور صدیقیؓ میں

حضرت علیؓ دور حضرت صدیق اکبرؓ میں اموال خمس کی تقسیم کے متولی تھے۔ حضرت ابوبکرؓ کی مشاورتی مجلس میں شریک تھے۔ دینی اور انتظامی امور میں خلیفہ کو مشورہ دیتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فتنہ ارتداد کے خلاف جن دستوں کو بھیجا تھا ان میں سے ایک دستے کے امیر حضرت علیؓ تھے۔

حضرت علیؓ دور فاروقی میں

حضرت عمر ابن خطابؓ نے آپؓ کے دور میں صدیقؓ میں جو عہدے تھے ان میں کچھ تبدیلی اور کچھ عہدے دینے کے علاوہ آپؓ کو اپنے عہدوں پر بھی برقرار رکھا۔

حضرت علیؓ دور عثمانیؓ

حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ کی مشاورتی مجلس میں شریک تھے۔ قضاء کے معاملات و مسائل میں فیصلہ کرنے میں حضرت عثمانؓ کا تعاون کرتے۔ دور عثمانیؓ میں حدود جاری کرنے کے معاملات حضرت علیؓ کے سپرد تھے۔ آپ نے حضرت عثمانؓ کو مجلس مشاورت میں جمع قرآن کا مشورہ دیا۔

خلافت

۳۵ ہجری میں شہادت حضرت عثمانؓ کے بعد حضرت علیؓ خلیفہ مقرر ہوئے۔ حضرات صحابہ کرامؓ نے آپ سے ۲۴ ذی الحجہ ۳۵ ہجری بروز جمعہ کو بیعت کی۔ شعبان ۳۶ ہجری کو نہروان کے مقام پر حضرت علیؓ کے لشکر اور خوارج (جنہوں نے حکم ماننے سے انکار کر دیا تھا اور بغاوت کر دی تھی) کے درمیان شدید لڑائی ہوئی جس میں حضرت علیؓ کے

لشکر کے ۷ یا ۱۲ یا ۱۳ آدمی شہید ہوئے۔ جبکہ خوارج کے کئی افراد مردار ہوئے۔ نہروان میں اپنے کئی بندوں کی موت کے بعد ان کے دلوں میں حضرت علیؓ کے خلاف انتقام کی آگ بھڑک اٹھی۔ جس کے بعد حرم مکہ میں ۳ خارجی جمع ہوئے جن میں عبدالرحمٰن بن ملجم نے حضرت علیؓ کو قتل کرنے کی ذمہ داری لی۔ حضرت علیؓ کو پہلے ہی اپنی شہادت کا یقین تھا۔ کیونکہ کئی روایات میں آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ پر قاتلانہ حملہ ہونے کی پیشین گوئی کی تھی۔

شہادت

یہ ۱۷ رمضان ہجری نماز فجر کا وقت تھا جب عبدالرحمٰن بن ملجم حضرت علیؓ کی تاک میں چھپ کر بیٹھا ہوا تھا۔ جیسے ہی حضرت علیؓ اس کے قریب پہنچے اس نے آپ پر حملہ کر دیا اور آپ کے سر پر ایک کاری ضرب لگائی جس سے آپ شدید زخمی ہو گئے۔ لوگوں نے عبدالرحمٰن کو پکڑ لیا تو حضرت علیؓ نے لوگوں سے فرمایا کہ:

’’اگر میں زندہ رہا تو میں اس کے ساتھ جو چاہوں کروں۔ لیکن اگر میں شہید ہو گیا تو اگر چاہو تو اس سے قصاص لے سکتے ہو۔ حملے کے ۳ دن بعد ۶۳ سال کی عمر میں ۴ سال ۹ ماہ عالم اسلام کی قیادت کا فریضہ انجام دینے کے بعد شیر خدا اس دارالاخدع سے دارالبقاء کی طرف کوچ کر گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون!

قادیانی مربی کی خلاف قانون سرگرمیوں پر اجتماع

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماء مولانا عبدالحکیم نعمانی کی اطاع پر جشن صد سالہ منانے والا قادیانی مربی گرفتار اور انتظامیہ نے قانونی کارروائی کرتے ہوئے دفعہ 298-C کے تحت ملزم مشتاق کے خلاف مقدمہ درج کر لیا ہے۔

تفصیلات کے مطابق چیچہ وطنی شہر کی مشرقی جانب واقع نواحی گاؤں چک 39\12-L کے رہائشی اور قادیانی مربی مشتاق ولد عبدالکریم قوم آرائین نے جمعۃ المبارک کے دن علماء کرام اور مسلمانوں کی مذہبی مصروفیات سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے جشن صد سالہ کی تقریبات منعقد کرنے کے سلسلہ میں جمعہ کے دن کا انتخاب کیا۔ چنانچہ وہ عین جمعۃ المبارک کی نماز کے وقت قادیانیوں کو جمع کر کے جشن صد سالہ کی تقریبات شروع کر دیں تو گاؤں میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی عہدیداران نے مولانا عبدالحکیم نعمانی سے باضابطہ رابطہ کر کے مشتاق قادیانی کی غنڈہ گردی اور مسلمانوں میں پائے جانے والے اشتعال اور بے چینی کی کیفیت سے آگاہ کیا۔ مولانا عبدالحکیم نعمانی نے فی الفور تھانہ صدر کی انتظامیہ سے رابطہ کیا۔ پولیس نے موقع پر پہنچ کر مشتاق مربی کو تبلیغ و تقریر کے ذریعے قادیانیت کی طرف مائل کرنے اور پرچار کے جرم میں موقع پر گرفتار کر لیا اور تھانہ صدر کے ایس۔ ایچ۔ او نے قانونی کارروائی کے تحت ملزم کے خلاف تعزیرات پاکستان کی دفعہ 298-C کے تحت ایف۔ آئی۔ آر درج کر کے جیل بھیج دیا ہے۔ مقدمہ درج کروانے میں مجلس احرار اسلام، جمعیت علماء اسلام اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں نے بنیادی کردار ادا کیا۔

ماہ رمضان المبارک کے فضائل واحکام!

حضرت مفتی سید عبدالکریم گمتھلویؒ

حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ شعبان کے آخری روز رسول اللہ ﷺ نے خطبہ میں فرمایا (غالباً اخیر تاریخ کو جمعہ واقعہ ہوا ہوگا یا جمعہ نہ ہوگا تو ویسے ہی وعظ فرمایا ہوگا) اے لوگو! تحقیق سایہ ڈالا تم پر ایک بڑے مہینے نے برکت والے مہینے نے، وہ ایسا مہینہ ہے کہ اس میں ایک رات ایسی (آتی) ہے جو کہ ہزار مہینے سے بڑھ کر ہے۔ (یعنی لیلۃ القدر) اللہ تعالیٰ نے اس (ماہ) کے روزے فرض کئے اور رات کا قیام تطوع قرار دیا۔ (تطوع کا لفظ کبھی سنت مؤکدہ پر بھی بولا جاتا ہے۔ چنانچہ یہاں سنت مؤکدہ ہی مراد ہے۔ کیونکہ تراویح کا سنت مؤکدہ ہونا ثابت ہے۔ جیسا کہ تراویح کے بیان میں آئے گا) جس نے اس (ماہ) میں کوئی نیک خصلت (از قبیل نوافل) ادا کی وہ اس کے مانند ہوتا ہے۔ جس نے رمضان کے سوا (کسی دوسرے ماہ) میں فرض ادا کیا ہو اور جس نے اس ماہ میں فرض ادا کیا وہ ایسا ہوتا ہے جیسا کہ اور دنوں میں ستر فرض ادا کئے ہوں اور وہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر ایسی چیز ہے کہ اس کا بدلہ جنت ہے اور غمخواری کا مہینہ ہے (کہ اس میں فقراء کی زیادہ غمخواری کی جاتی ہے) اور ایسا مہینہ ہے کہ اس میں مؤمن کا رزق زیادہ کیا جاتا ہے۔ جس میں اس نے روزہ دار کو افطار کرایا اس کو گناہوں سے بخشش اور دوزخ کی آگ سے نجات حاصل ہوتی ہے اور اس کو روزہ دار کے برابر ثواب ملتا ہے۔ بدوں اس کے کہ روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی کی جاوے۔

ہم نے عرض کیا اے رسول اللہ ﷺ! ہم میں ہر شخص ایسا نہیں جو روزہ دار کو افطار کرانے کی طاقت رکھتا ہو۔ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ ثواب تو اللہ تعالیٰ اس کو عطاء فرماتا ہے جو کہ روزہ دار کو دودھ کا ایک گھونٹ یا ایک کھجور یا ایک پانی کا گھونٹ (وغیرہ) سے افطار کرادے اور جو شخص روزہ دار کو پیٹ بھر کھانا کھلاوے اس کو اللہ تعالیٰ میرے حوض (یعنی حوض کوثر) سے سیراب کرے گا کہ پھر اس کو جنت میں داخل ہونے تک پیاس ہی نہ لگے گی۔ (اور یہ معلوم ہی ہے کہ جنت میں پیاس نہیں ''وانك لا تظمأ فيها'') پس پیاس سے ہمیشہ کے لئے بے فکری ہو جاتی ہے۔ حق تعالیٰ ہم سب کو یہ دولت لازوال نصیب فرماوے۔ آمین ثم آمین!

اور وہ ایسا مہینہ ہے کہ اس کا اوّل (حصہ) یعنی عشرۂ اولیٰ رحمت ہے اور درمیان اس کا مغفرت ہے اور اخیر حصہ اس کا آگ سے آزادی ہے اور جس نے اپنے باندی غلام سے بوجھ ہلکا کیا۔ اس ماہ میں اس کو اللہ تعالیٰ بخش دیتا ہے اور (دوزخ کی) آگ سے آزاد کر دیتا ہے۔ (بیہقی)

اور ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ تمہارے پاس رمضان آ گیا ہے۔ مبارک مہینہ، اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے تم پر فرض کئے ہیں۔ اس میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور سرکش شیطانوں کو طوق پہنائے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی (بنائی ہوئی) اس میں ایک رات ہے جو ہزار ماہ سے بہتر ہے جو شخص اس رات کی خیر (وبرکت) سے محروم رہا وہ بالکل ہی محروم رہا۔

ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے (جب کہ رمضان شروع ہو چکا تھا) بے شک یہ مہینہ آیا تمہارے پاس اور اس میں ایک رات ہے جو ہزار ماہ سے بہتر ہے جو اس سے محروم رہا پس وہ سب بھلائیوں سے محروم رہا اور نہیں محروم ہوتا اس سے کوئی مگر ہر بے نصیب (ابن ماجہ) ۱۲۔ارشاد فرمایا حق تعالیٰ شانہ نے اے مومنو! فرض کئے گئے تم پر روزے جیسا کہ فرض کئے گئے تھے تم سے پہلے لوگوں پر تا کہ تم بچو (گناہوں سے اور دوزخ کی آگ سے)

روزے کے فضائل وآداب

ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب ماہ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو قید کر دیئے جاتے ہیں، شیطان اور سرکش جنات اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ پس نہیں کھولا جاتا ان میں سے کوئی دروازہ (پورے مہینہ تک) اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ پس ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا اور پکارتا ہے پکارنے والا، اے خیر کے طلب گار آگے بڑھ اور اے برائی کا ارادہ کرنے والے رک جا اور خدا کے ہاں بہت سے لوگ (بابرکت ماہ رمضان) دوزخ سے آزاد کئے ہوئے ہیں اور یہ (ندا اور پکار) ہر رات ہوتی ہے۔(ترمذی وابن ماجہ واحمد)

اور ارشاد فرمایا آنحضرت ﷺ نے کہ بنی آدم کا ہر عمل بڑھایا جاتا ہے۔(اس طرح کہ) ایک نیکی دس گنا ہوتی ہے سات سو گنا تک، فرمایا اللہ تعالیٰ نے مگر روزہ کہ وہ میرے لئے ہے اور میں خود اس کی جزا دوں گا۔ چھوڑتا ہے (روزہ دار) اپنی خواہش کو اور اپنے کھانے (پینے) کو میری وجہ سے روزہ دار کے واسطے دو خوشیاں ہیں۔ ایک خوشی افطار کے وقت ہوتی ہے اور ایک خوشی اپنے رب سے ملنے کے وقت ہوگی اور بالضرور روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک سے زیادہ اچھی ہے۔(اس سے یہ خیال نہ کیا جائے کہ پھر مسواک کرنا اچھا نہ ہوگا۔ کیونکہ مسواک کے بعد بھی وہ بو جو خلو معدہ کے باعث آتی ہے زائل نہیں ہوتی۔ مسواک سے تو فقط دانتوں کی بدبو دور ہو جاتی ہے) اور روزہ ڈھال ہے (دوزخ سے) اور جب تم میں سے کسی کے روزے کا دن ہو تو اس کو چاہئے کہ نہ فحش بات کہے اور نہ بے ہودہ چلائے۔

پس اگر کوئی اس کو برا کہے یا اس سے کوئی جھگڑا کرنے لگے تو کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں (متفق علیہ) اور رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس شخص نے (روزہ رکھ کر بھی) بیجا بات کہنا اور اس پر عمل کرنا نہیں چھوڑا۔ اللہ تعالیٰ کو اس کے کھانے اور پینے کو چھوڑنے کی حاجت نہیں ہے۔(یعنی اس روزہ کو قبول نہیں کرتا) (بخاری)

نیز ارشاد فرمایا کہ سحری کھایا کرو۔ کیونکہ سحری میں برکت ہے۔(متفق علیہ) اور نیز ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی افطار کرے تو اس کو چاہئے کہ کھجور سے افطار کرے۔ کیونکہ وہ برکت (کا سبب) ہے۔ پس اگر کسی شخص کو کھجور نہ ملے تو اس کو چاہئے کہ پانی پر افطار کرے۔ کیونکہ وہ پاک کرنے والا ہے۔(ترمذی)

افطار کے وقت کی دعاء

اور آنحضرت ﷺ جب افطار فرماتے تو یہ دعاء پڑھتے: ”اللھم لك صمت وعلیٰ رزقك

افطرت ’’یعنی اے اللہ! میں نے تیرے لئے روزہ رکھا اور تیرے رزق پر افطار کیا۔ اور یہ بھی فرمایا کرتے تھے: ’’ذھب الظما وابتلت العروق وثبت الاجر ان شاء اللّٰہ تعالیٰ ‘‘یعنی پیاس گئی اور رگیں تر ہوئیں اور اجر ثابت ہو گیا۔ اگر خدا نے چاہا (ابوداؤد)

تراویح اور تلاوت قرآن شریف

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے رمضان کا روزہ فرض کیا ہے اور میں نے اس (کی راتوں) کا جاگنا (یعنی تراویح پڑھنا) مسنون کیا ہے۔ پس جس شخص نے صرف ایمان اور طلب ثواب کی وجہ سے اس کے روزے رکھے اور اس (کی راتوں) میں (تراویح کے واسطے) قیام کیا وہ گناہوں سے ایسا نکل جاتا ہے۔ جیسا کہ اس دن تھا جس دن اس کو اس کی ماں نے جنا تھا۔ (عن النسائی) اور نیز ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے۔ ایمان اور طلب ثواب کی وجہ سے بخش دیئے گئے۔ اس کے گذشتہ گناہ اور جس نے رمضان میں قیام کیا۔ (یعنی تراویح پڑھی) ایمان اور طلب ثواب کی وجہ سے اس کے (بھی) گذشتہ گناہ بخش دیئے گئے اور جس شخص نے ایمان اور طلب ثواب کی وجہ سے لیلۃ القدر کو شب بیداری کی اس کے (بھی) گذشتہ گناہ بخش دیئے گئے۔ (متفق علیہ)

اور ارشاد فرمایا رسول خدا ﷺ نے کہ روزہ اور قرآن بندے کی شفاعت کریں گے۔ روزہ کہے گا اے میرے رب! میں نے اس کو کھانے سے اور خواہشوں سے دن بھر روکا۔ پس اس کے لئے میری شفاعت قبول فرما اور قرآن شریف کہے گا۔ میں نے اس کو رات میں سونے سے روکا۔ پس اس کے بارے میں میری شفاعت قبول فرما۔ پس دونوں کی شفاعت قبول ہو جائے گی۔ (بیہقی)

اور ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ بہت روزہ دار ایسے ہیں کہ ان کو روزے سے پیاس کے سوا کچھ حاصل نہیں اور بہت شب بیدار ایسے ہیں کہ ان کو بے خوابی کے سوا کچھ حاصل نہیں۔ (دارمی) جو لوگ روزہ کے اور شب بیداری کے حقوق ادا نہیں کرتے۔ اس حدیث شریف سے ان کو سبق حاصل کرنا چاہئے۔

اور ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ کوئی نمازی نہیں۔ مگر ایک فرشتہ اس کے دائیں ہے اور ایک بائیں ہے۔ پس اگر وہ شخص نماز کو پورا کر دیتا ہے تو وہ دونوں اس کو لے کر (آسمان پر) چڑھ جاتے ہیں اور اگر اس کو پورا نہ کیا تو اس نماز کو اس کے منہ پر مارتے ہیں۔ (روزہ وغیرہ کا بھی اس طرح حال ہوتا ہوگا) (ترغیب عن الاصبہانی)

آنحضرت ﷺ سے قول خداوندی ورتل القرآن ترتیلا کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ اس کو خوب صاف صاف پڑھ اور کھجوروں کی طرح اس کو منتشر نہ کرو اور نہ شعر کی طرح جلدی پڑھو۔ اس کے عجائب میں ٹھہر کر غور کرو اور اس کے ساتھ دلوں کو متاثر کرو اور تم میں سے کوئی شخص (بلا سوچے سمجھے) آخر سورت (تک پہنچنے) کا ارادہ نہ کرے۔ (الدر المنثور عن العسکری فی المواعظ عن علیؓ)

اور حق تعالیٰ شانہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ (اے کپڑوں میں لپٹنے والے نبی) رات کو کھڑے رہا کرو۔ مگر تھوڑی سی رات یعنی آدھی رات یا اس سے کچھ کم کر دیجئے یا کچھ زیادہ کر دیجئے اور قرآن خوب صاف صاف پڑھا

کرو۔ (اس حدیث شریف اور آیت مبارک پر ان لوگوں کو خاص طور سے خیال کرنا چاہئے جو تراویح میں قرآن شریف بے حد تیزی سے پڑھنے کو فخر سمجھتے ہیں)

شب قدر اور اعتکاف

ارشاد فرمایا حق تعالیٰ شانہ نے اور نہ مباشرت کرو۔ (یعنی بدن بھی نہ ملنے دو) عورتوں سے جس زمانہ میں کہ تم معتکف ہو۔ مسجد میں (اعتکاف کرنا بھی سنت ہے) خاص کر عشرہ اخیر میں تو ہر بستی میں (خواہ وہ شہر ہو یا گاؤں) کم از کم ایک شخص کا اعتکاف میں بیٹھنا سنت مؤکدہ ہے۔ اگر بستی بھر میں کوئی بھی نہ بیٹھے تو سب کو ترک سنت کا گناہ ہوگا۔ جس طرح جنازہ کی نماز ان مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے۔ جن کو اطلاع ہو۔ اسی طرح ہر شہر اور گاؤں پر عشرہ اخیرہ کا اعتکاف سنت کفایہ ہے۔ نیز ارشاد فرمایا حق تعالیٰ شانہ نے کہ لیلۃ القدر بہتر ہے ہزار ماہ سے اور آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے قیام کیا شب قدر میں ایمان اور طلب ثواب کی وجہ سے بخش دیئے گئے۔ اس کے گذشتہ گناہ (متفق علیہ) و نیز ارشاد فرمایا کہ رمضان میں ایک رات ہے جو ہزار ماہ سے بہتر ہے جو اس کی خیر سے محروم رہا وہ بالکل ہی محروم رہا۔ (احمد و نسائی)

اور سعید بن المسیب نے فرمایا کہ جو شخص شب قدر کو عشاء کی جماعت میں حاضر ہو گیا۔ اس نے اس میں سے حصہ پالیا۔ (اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث شریف میں محروم ہونے والے سے وہ مراد ہے جو اس روز جماعت میں بھی شامل نہ ہوا ہو) اس سے بڑھ کر کیا آسانی ہوگی۔ (مؤطا امام مالک)

اور ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب شب قدر ہوتی ہے تو جبرائیل علیہ السلام فرشتوں کی ایک جماعت سمیت نازل ہوتے ہیں اور ہر اس شخص کے لئے دعاء کرتے ہیں جو کھڑے یا بیٹھے اللہ کا ذکر کر رہا ہو اور امام مالکؒ نے کسی معتبر عالم سے روایت کی ہے کہ وہ یوں فرماتے تھے کہ آنحضرت ﷺ کو پہلے لوگوں کی عمریں یا ان میں سے جتنی خدا نے چاہا دکھلائی گئیں۔ پس گویا آپ ﷺ نے اپنی امت کو اتنے اعمال سے قاصر خیال فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے ایک رات یعنی لیلۃ القدر آپ ﷺ کو عطاء فرما دی۔ جو ہزار مہینے سے بہتر ہے۔ (ترغیب عن المؤطا)

اور رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ معتکف کے بارے میں کہ وہ گناہوں سے بچتا ہے اور اس کے لئے نیک عمل (یعنی جن سے اعتکاف مانع ہو مثل عیادت وغیرہ) جاری کئے جاتے ہیں۔ جیسا کہ ان اعمال کے کرنے والے کو ثواب ملتا ہے۔ (ایسا معتکف کو بھی ملتا ہے) اور رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے رمضان میں دس روز کا اعتکاف کیا وہ اعتکاف دو حج اور دو عمرے کے مانند ہے۔ (ترغیب عن البیہقی)

اور ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ تلاش کرو تم شب قدر کو اخیر عشرہ میں رمضان کے۔ (بخاری)

اور آنحضرت ﷺ کی عادت مبارک تھی کہ جب عشرۂ اخیر داخل ہوتا تو کمر مضبوط باندھ لیتے۔ (یعنی عبادت کا بہت زیادہ اہتمام کرتے) اور شب بیداری کرتے اور اپنے گھر والوں (یعنی ازواج مطہراتؓ اور صاحبزادیوں کو جگاتے) (متفق علیہ) اور حضرت عائشہؓ نے عرض کیا اے رسول اللہ ﷺ اگر مجھے (کسی طرح) شب قدر معلوم ہو جائے کہ فلاں رات میں ہے تو میں اس میں کیا کہوں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللھم انک عفو

تحب العفو فاعف عنی ’’ کہو یعنی اے اللہ! تو معاف کرنے والا ہے۔ معاف کرنے کو پسند رکھتا ہے۔ پس میرے گناہ معاف فرمادے۔ (احمد وابن ماجہ وترمذی)

اور آنحضرت ﷺ سے سوال کیا گیا۔ لیلۃ القدر کے بارے میں۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ ہر رمضان میں ہوتی ہے۔ (ابوداؤد) اور حق تعالیٰ شانہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ قسم ہے فجر کی اور دس راتوں کی اور جفت کی اور طاق کی اور رات کی جب وہ چلے۔

فائدہ

یہاں دس راتوں سے مراد عشرۂ اخیرہ کی دس راتیں ہیں۔ ’’کما فسرہ ابن عباس کذا فی الدر المنثور ‘‘ پس ان کی قسم کھانے سے بڑی فضیلت معلوم ہوئی۔

سیرت النبی ﷺ کانفرنس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے حکومت اور دینی حلقوں کے درمیان بڑھتی ہوئی خلیج پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ امریکہ اور عالم کفر پاکستان میں فوج اور دینی حلقوں کو ایک دوسرے کے خلاف صف آراء کر کے ترکی اور الجزائر جیسے مقاصد حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اس لئے دونوں طرف کے محب وطن اور اسلام دوست عناصر کو سنجیدگی کے ساتھ اس صورتحال کا جائزہ لیتے ہوئے اس کی روک تھام کے لئے مؤثر کردار ادا کرنا چاہئے۔ ان خیالات کا اظہار ممتاز علماء کرام مولانا سیف الرحمٰن درخواستی، مولانا قاری عبداللہ منیر، مولانا قاری محمد یوسف نقشبندی نے بعد نماز ظہر جامع مسجد سنہری میں سیرت النبی ﷺ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ علماء کرام نے کہا کہ بین الاقوامی دباؤ اور این جی اوز کی سرگرمیوں کے باعث پاکستان کی اسلامی نظریاتی حیثیت خطرے میں پڑگئی ہے۔ دستور کی اسلامی دفعات کو غیر مؤثر بنانے، قادیانیت اور ناموس رسالت ﷺ کے تحفظ کے بارے میں دستوری فیصلوں کو ختم کرانے اور ملک میں فحاشی اور بے حیائی کے فروغ کے لئے ایک منظم پروگرام کے تحت کام جاری ہے اور ہر سطح پر منصوبہ بندی کے ساتھ پیش رفت ہو رہی ہے۔ جبکہ دوسری طرف امریکہ ملک کے دینی حلقوں کو فوج کے ساتھ محاذ آرائی کی کیفیت میں لاکر الجزائر اور ترکی کی طرح پاکستان کی دینی قوتوں کو طاقت کے بل پر کچل دینے کے لئے سرگرم ہے۔ آئے روز وزیرستان، سوات میں بمباری کی جارہی ہے۔ ہزاروں مسلمان شہید ہو رہے ہیں۔ اس لئے ملک کی دینی قیادت اس وقت شدید آزمائش سے دوچار ہے اور ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت فرقہ واریت کو ہوا دی جارہی ہے تاکہ مسلمان باہمی دست وگریبان ہوں اور لادین قوتوں کو اپنے مقاصد میں کامیابی ہو۔ اس وقت اتحاد بین المسلمین کی ضرورت ہے۔ تمام مسلمان عالم کفر کے مقابلے میں متحد ہیں۔ ہمارے لئے یہ بات ممکن نہیں ہے کہ پاکستان کے اسلامی تشخص سے دستبردار ہو جائیں اور نفاذ اسلام کے لئے ۶۱ سالہ دستوری جدوجہد کے نتائج سے ہاتھ دھو بیٹھیں۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت حکومت کے سائے میں عافیت کی جگہ تلاش کرنا دینی روایات اور ملی مقاصد کے ساتھ بے وفائی کی بات ہوگی اور اس طرح محاذ آرائی کی فضاء پیدا کر کے فوج اور دینی حلقوں کے درمیان کشیدگی میں اضافہ بھی قومی مفادات کے منافی ہوگا۔ ہمیں اس کے درمیان متوازن راہ تلاش کرنا ہوگی اور ملک بھر کے دینی کارکنوں اور دیندار عوام کو مایوسی اور بے دلی کی فضاء سے نکالنے کے لئے عملی جدوجہد کرنا ہوگی۔

عید الفطر اور صدقۃ الفطر!

مولانا مفتی عبد الشکور ترمذی

جاننا چاہئے کہ اسلام نے سال بھر میں عید کے صرف دو دن مقرر کئے ہیں۔ ایک عید الفطر کا دن اور دوسرا عید الاضحیٰ کا اور ان دونوں عیدوں کو ایسی اجتماعی عبادات کا صلہ قرار دیا ہے جو ہر سال انجام پاتی ہیں۔ اس لئے ان عبادات کے بعد ہر سال یہ عید کے دن بھی آتے رہتے ہیں۔

عید الفطر تو رمضان المبارک کی عبادات فاضلہ صوم وصلوٰۃ وغیرہ کی انجام دہی کے لئے توفیق الٰہی کے عطاء ہونے پر اظہار تشکر ومسرت کے طور پر منائی جاتی ہے اور عید الاضحیٰ اس وقت منائی جاتی ہے۔ جب کہ مسلمانان عالم اسلام کی ایک عظیم الشان اجتماعی عبادت یعنی حج کی تکمیل کر رہے ہوتے ہیں اور ظاہر ہے کہ عبادات کے اختتام اور انجام پانے کی خوشی کوئی دنیوی خوشی نہیں ہے۔ جس کا اظہار دنیاوی رسم ورواج کے مطابق کر لیا جاتا ہے۔ یہ ایک دینی خوشی ہے اور اس کے اظہار کا طریقہ بھی دینی ہی ہونا چاہئے۔ اس لئے ان دونوں عیدوں میں اظہار مسرت اور خوشی منانے کا اسلامی طریقہ یہ قرار پایا کہ اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ شکر بجالایا جائے اور بطور شکر کے عید الفطر کے دن صدقہ فطر ادا کیا جائے اور عید الاضحیٰ میں بارگاہ خداوندی میں قربانی پیش کی جائے اور اپنے خالق کی کبریائی اور عظمت وتوحید کے گیت گاتے ہوئے عیدگاہ میں جمع ہوکر اجتماعی طور پر سجدہ ریز ہوا جائے اور اس طرح اپنے مالک کی توفیق وعنایات کا شکر ادا کیا جائے۔

اس اسلامی طریقہ پر عید منانے کا طبعی اثر یہ ہونا چاہئے کہ مسلمان اپنی مسرت وخوشی کے اظہار میں بے لگام ہوکر نفسانی خواہشات کے تابع پڑنے سے باز رہے اور دوسری قوموں کی طرح اس دن میں عیش ونشاط کی محفلیں آراستہ کرنے اور لذت وسرور میں بدمست ہوکر خدا فراموشی سے پرہیز واجتناب کرے۔

مقصد یہ ہے کہ عید کا دن مسلمانوں کے لئے ہنود ویہود اور عیسائیوں وغیرہ اقوام عالم کے قومی تہواروں کی طرح کا کوئی تہوار نہیں ہے اور نہ ایک دفعہ پیش آنے والے کسی تاریخی واقعہ کی یادگار کے طور پر ہر سال یہ دن منایا جاتا ہے۔ جیسا کہ عموماً دوسری قوموں کے تہوار ایسے ہی واقعات تاریخیہ کی یادگار ہوتے ہیں۔ بلکہ یہ دن مسلمانوں کی عبادت کا ہے اور اس کو منانے کے لئے خاص شان وصفت کی عبادت نماز کو مقرر کیا گیا ہے۔ یہاں تک کہ جو مسلمان اس دن میں عمدہ لباس پہنتا اور ظاہری زیبائش وآرائش کرتا ہے۔ اس کا مقصد اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں کے ساتھ عیدگاہ میں پہنچ کر شکرانہ کے طور پر عبادت کا ادا کرنا ہی ہوتا ہے اور اس کی اس ساری زینت وآرائش کی غرض بھی ایک عبادت کی تکمیل اور اس کو عمدہ طریقہ پر ادا کرنا ہی ہوتا ہے۔

افسوس کہ ہم دوسری قوموں کی نقالی میں آکر رفتہ رفتہ عید کے اس اسلامی تصور اور اس کے حقیقی مقصد کو فراموش کرتے جارہے ہیں اور دوسروں کو دیکھا دیکھی ہم نے بھی عید کو ایک قومی تہوار اور محض کھیل تماشہ اور تھیٹر، سینما بینی کا دن سمجھ لیا ہے۔ اس لئے ہم بھی اس کو اپنی مرضی اور خواہشات کے مطابق منانے لگے ہیں۔ یہاں تک کہ بعض

جگہ لوگ تو عبادت کے لئے عیدگاہ میں جاتے ہوئے اور واپسی میں ڈھول وغیرہ لے جاتے ہیں اور اس کو اظہار خوشی کا جائز طریقہ سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ طریقہ بالکل غیر اسلامی اور روح عبادت کے خلاف ہے۔

دوسری قوموں کے تہواروں اور رسومات میں تو ایسے طریقے ہوتے ہیں۔ مگر جس اسلامی عید کے منانے کا حکم سرور عالم ﷺ نے دیا ہے۔ اس عید میں کھیل تماشہ اور ڈھول تماشہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ بلکہ فکر سے کام لیا جائے تو عید کے اس اسلامی جشن مسرت میں تو قدم قدم پر احساس دلایا جاتا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں اور اس کی مرضی کے خلاف کوئی کام کرنے کا ہم کو کوئی اختیار نہیں ہے۔

عید کے دن سنت کے مطابق غسل کرنا، عمدہ لباس پہننا اور عیدگاہ کے راستہ میں اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور بڑائی کا اعلان ''اللہ اکبر الخ'' کے ذریعے کرتے جانا اور پھر دوگانہ نماز میں عام نمازوں سے چھ مرتبہ زیادہ اللہ اکبر سے اللہ کی بڑائی کا اقرار کرنا اظہار خوشی کے اس اسلامی طریقہ پر عمل کرنے کے بعد کیا کسی ہوش مند انسان کے لئے یہ بات رہ جاتی ہے کہ وہ عیش ونشاط اور کھیل تماشہ کی مجلسوں میں شریک ہو اور خدا فراموشی کا مظاہرہ کرے۔

غرضیکہ شریعت اسلامیہ نے ان دونوں عیدوں کو عبادت کے طور پر مقرر فرمایا ہے اور ان میں اظہار خوشی کا طریقہ بھی عبادت کی صورت میں ہی مقرر کیا گیا ہے۔ اس لئے مسلمانوں کو عیدین کے متعلق ان کے خاص خاص احکامات وہدایات کے معلوم کرنے کی ضرورت ہے۔ زیر نظر مضمون میں فقہ کی معتبر کتابوں سے عیدین کے ضروری احکام کو اسی غرض سے پیش کیا جارہا ہے تاکہ ان دونوں عیدوں کے منانے کا اسلامی طریقہ معلوم کر کے مسلمان اس پر عمل پیرا ہوں اور ثواب آخرت کے مستحق قرار پائیں۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عنایت فرماویں۔

عیدین کے احکام

۱...... دونوں عیدوں کی شب میں زیادہ عبادت کرنا مستحب ہے اور دونوں عیدوں کے دن میں روزہ رکھنا حرام ہے۔

۲...... دونوں عیدوں کے دن نماز کی دو رکعتوں کا بطور شکریہ کے ادا کرنا واجب ہے۔

۳...... اگر عید جمعہ کے دن ہو تو جمعہ اور عید دونوں کی نمازیں پڑھی جائیں گی۔

۴...... جمعہ کی نماز کے صحیح اور واجب ہونے کے لئے جو جو شرطیں فقہ حنفی کی کتابوں میں لکھی ہیں۔ وہی سب شرطیں دونوں عیدوں کی نماز کے لئے بھی ضروری ہیں۔ البتہ نماز جمعہ سے پہلے تو خطبہ کا پڑھنا فرض اور شرط ہے اور عید کی نماز کے بعد خطبہ سنت ہے۔ لیکن سننا اس خطبہ کا بھی جمعہ کے خطبہ کی طرح ہی واجب ہے۔ خطبہ کے وقت کلام وغیرہ سب حرام ہے۔ (درمختار)

۵...... خطبہ میں خاموش بیٹھے رہنا واجب ہے۔ جو لوگ شور وغل مچاتے ہیں وہ گنہگار ہوتے ہیں۔ اسی طرح جو لوگ خطبہ چھوڑ کر چل دیتے ہیں وہ بھی برا کرتے ہیں اور بعض بیٹھنے والے بھی صف کا خیال نہیں رکھتے۔ حالانکہ صف باندھے رہنا چاہئے۔ (افادۃ العوام، ترجمہ خطبات الاحکام)

۶...... جمعہ کی نماز کی طرح عید کی نماز کے صحیح ہونے کے لئے بھی شہر وقصبہ یا ایسے بڑے گاؤں کا ہونا

شرط ہے۔ جس میں کثرت سے دکانیں ہوں اور اس کی آبادی قصبہ کے برابر ہو۔ (درمختار وشامی) مثلاً اس کی آبادی چھوٹے بڑے مرد وعورت سب کا شمار تین ہزار نفوس تک پہنچ جاتا ہے۔ (بہشتی گوہر)

۷...... جو گاؤں اتنا بڑا نہ ہو کہ اس میں جمعہ یا عید کی نماز درست نہیں تو اس لئے اس میں نماز ظہر ادا کرنا لازم ہے اور چونکہ ایسے گاؤں میں یہ نفلی نماز ہوگی اور نفلی نماز کا اہتمام کے ساتھ باجماعت ادا کرنا مکروہ تحریمی ہے اور دن کی نماز میں بلند آواز سے قرأت کا کرنا بھی مکروہ تحریمی ہے۔ اس وجہ سے ایسے گاؤں میں جمعہ یا عید کی نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ (درمختار)

عید کی سنتیں

عید کے دن تیرہ چیزیں سنت ہیں۔

۱...... شرع کے موافق اپنی آرائش کرنا۔ ۲...... غسل کرنا۔

۳...... مسواک کرنا۔ ۴...... حسب طاقت عمدہ کپڑے پہننا۔

۵...... خوشبو لگانا۔ ۶...... صبح کو بہت جلد اٹھنا۔

۷...... عیدگاہ میں بہت جلد جانا۔

۸...... عیدالفطر میں صبح صادق کے بعد عیدگاہ میں جانے سے پہلے کوئی میٹھی چیز کھانا اور عیدالاضحیٰ میں نماز عید کے بعد اپنی قربانی کے گوشت میں سے کھانا مستحب ہے۔

۹...... عیدالفطر میں عیدگاہ جانے سے پہلے صدقۂ فطر ادا کرنا۔

۱۰...... عید کی نماز عیدگاہ میں پڑھنا بغیر عذر شہر کی مسجد میں نہ پڑھنا۔

۱۱...... ایک راستہ سے عیدگاہ میں جانا اور دوسرے راستہ سے واپس آنا۔

۱۲...... عیدگاہ جاتے ہوئے راستہ میں ''الله اکبر الله اکبر لا اله الا الله والله اکبر الله اکبر ولله الحمد'' عیدالفطر میں آہستہ آہستہ کہتے ہوئے جانا اور عیدالاضحیٰ میں بلند آواز سے کہنا۔

۱۳...... سواری کے بغیر پیدل عیدگاہ میں جانا۔ (نورالایضاح)

ف:۱...... مستحب یہ ہے کہ وہ میٹھی چیز چھوہارے ہوں اور ان کا عدد طاق ہو۔

ف:۲...... عام طور پر عیدالفطر کی صبح بھی سحری کے وقت صبح صادق کے بعد کھائے۔ (مراقی الفلاح)

ف:۳...... نماز عیدالاضحیٰ سے پہلے نہ کھانا سب کے لئے مستحب ہے۔ خواہ قربانی کرے یا نہ کرے اور اگر نماز سے پہلے کھا لیا تو بھی کچھ گناہ نہیں۔ (درمختار)

تنبیہ: اس کو روزہ سمجھنا غلط ہے۔ جیسا کہ اکثر عوام میں مشہور ہو گیا ہے۔

عیدین کی نماز کے احکام

۱...... عیدین کی نماز کا وقت بقدر ایک نیزہ آفتاب بلند ہونے کے بعد (جس کا اندازہ پندرہ بیس منٹ

ہے)اشراق کے نماز کے وقت کے ساتھ ہی شروع ہو جاتا ہے اور زوال یعنی سورج کے ڈھلنے تک رہتا ہے۔(درمختار)
مگر عید الفطر کی نماز دیر کر کے پڑھنا تاکہ نماز سے پہلے صدقۂ فطر ادا کیا جا سکے اور عید الاضحیٰ کو جلدی پڑھنا تاکہ نماز کے بعد قربانی جلدی ہو سکے مستحب ہے۔(شامی)

۲...... نماز عید سے پہلے اس روز کوئی نفلی نماز پڑھنا عید گاہ میں بھی اور دوسری جگہ بھی مکروہ ہے اور نماز عید کے بعد صرف عید گاہ میں نفل پڑھنا مکروہ ہے۔ نماز عید کے بعد دوسری جگہ نفل نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ یہ حکم عورتوں اور ان لوگوں کے لئے بھی ہے جو کسی وجہ سے نماز عید نہ پڑھ سکیں۔(شامی)

۳...... شہر کی مسجد میں اگر گنجائش ہو تب بھی باہر عید گاہ میں نماز عید ادا کرنا افضل ہے اور ایک شہر کے کئی مقامات پر بھی نماز عید کا پڑھنا جائز ہے۔(درمختار)

۴...... نماز عید سے پہلے نہ اذان کہی جاتی ہے نہ اقامت۔(درمختار)

نماز کا طریقہ

پہلے اس طرح نیت کرے کہ میں دو رکعت واجب نماز عید چھ واجب تکبیروں کے ساتھ پڑھتا ہوں اور مقتدی امام کی اقتداء کی بھی نیت کرے۔ نیت کے بعد تکبیر تحریمہ ’’اللہ اکبر‘‘ کہتے ہوئے دونوں ہاتھ کو کانوں تک اٹھا کر ناف کے نیچے باندھ لے اور ’’سبحانك اللھم‘‘ آخر تک پڑھ کر تین مرتبہ ’’اللہ اکبر‘‘ کہے اور ہر مرتبہ تکبیر تحریمہ کی طرح دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھائے اور دو تکبیروں کے بعد ہاتھ چھوڑ دے اور تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ لے اور ہر تکبیر کے بعد اتنی دیر توقف کیا جائے کہ تین مرتبہ ’’سبحان اللہ‘‘ کہا جا سکتے۔ ہاتھ باندھنے کے بعد امام اعوذ باللہ، بسم اللہ پڑھ کر سورۃ فاتحہ اور کوئی سورۃ پڑھے اور مقتدی خاموش رہے۔ پھر رکوع سجدہ کے بعد دوسری رکعت میں پہلے امام فاتحہ اور سورۃ پڑھے۔ اس کے بعد رکوع سے پہلے تین مرتبہ پہلی رکعت کی طرح تکبیریں کہی جائیں اور تیسری تکبیر کے بعد بھی ہاتھ نہ باندھے جائیں۔ پھر ہاتھ اٹھائے بغیر چوتھی تکبیر کہہ کر رکوع کیا جائے۔ مقتدی بھی امام کے ساتھ ہاتھ اٹھا اٹھا کر تکبیر کہے اور باقی نماز دوسری نمازوں کی طرح پوری کی جائے۔(مراقی الفلاح)

۱...... عید الاضحیٰ (بقر عید) کی نماز کے بعد بھی تکبیر تشریق کہنا بعض کے نزدیک واجب ہے۔ اس لئے عید الاضحیٰ کی نماز کے بعد بھی یہ تکبیر کہی جائے۔(درمختار)

۲...... چونکہ عموماً ہر نماز کے بعد دعاء مانگنا مسنون ہے۔ اس لئے نماز عید کے بعد تو دعاء مانگنا مسنون ہوگا۔ مگر خطبہ کے بعد مسنون نہ ہوگا۔(امداد الفتاویٰ)

۳...... امام نماز کے بعد دو خطبے پڑھے۔ خطبہ کو تکبیر سے شروع کرے۔ پہلے خطبہ میں نو مرتبہ تکبیر کہے اور دوسرے خطبہ میں سات مرتبہ اور دونوں خطبوں کے درمیان میں خطبہ جمعہ کی طرح اتنی دیر تک بیٹھے جس میں تین مرتبہ سبحان اللہ کہا جا سکے۔ عید الفطر کے خطبہ میں صدقۂ فطر کے احکام اور عید الاضحیٰ کے خطبہ میں قربانی اور تکبیر تشریق کے احکام بیان کئے جائیں۔ بہتر یہ ہے کہ جو شخص نماز پڑھائے خطبہ بھی وہی پڑھے۔(درمختار)

۴...... اگر امام عید کی تکبیر کہنا بھول جائے اور رکوع میں اس کو خیال آئے تو اس کو چاہئے کہ وہ بغیر

ہاتھ اٹھائے حالت رکوع میں ہی تکبیر کہہ لے۔ قیام کی طرف نہ لوٹے۔ اگر قیام کی طرف لوٹ آیا تب بھی نماز ہو جائے گی۔ فاسد نہ ہوگی اور ہر حال میں بوجہ کثرت ازدھام سجدہ سہو نہ کرے۔ (درمختار وشامی)

۵...... اگر کوئی شخص عید کی نماز میں ایسے وقت شریک ہوا کہ امام عید کی تکبیروں سے فارغ ہوگیا ہو تو اب اگر قیام میں شریک ہوا ہے تو نیت باندھنے کے فوراً بعد تکبیریں کہہ لے۔ اگرچہ امام قرأت شروع کر چکا ہو، اگر رکوع میں شریک ہوا تو اگر گمان غالب ہو کہ تکبیریں کہنے کے بعد امام کا رکوع مل جائے گا تو نیت باندھ کر پہلے تکبیریں کہہ لے۔ اس کے بعد رکوع میں جائے اور اگر رکوع نہ ملنے کا خوف ہو تو رکوع میں امام کے ساتھ شریک ہو جائے اور حالت رکوع میں بجائے تسبیح کے تکبیریں کہہ لے۔ مگر اس حالت میں تکبیر کہتے ہوئے ہاتھ نہ اٹھائے، اور اگر تین مرتبہ تکبیریں کہنے سے پہلے ہی امام رکوع سے سر اٹھائے تو یہ مقتدی بھی کھڑا ہو جائے اور جس قدر تکبیریں رہ گئی ہوں وہ اس سے معاف ہیں۔ (درمختار وشامی)

۶...... اگر کسی کی عید کی ایک رکعت رہ گئی ہو تو امام کے سلام کے بعد جب وہ اس کو ادا کرنے لگے تو پہلے قرأت کرے۔ اس کے بعد یہ تکبیریں کہے۔ اگر دونوں رکعتیں رہ گئی ہوں یعنی دوسری رکعت کے رکوع کے بعد کوئی شخص شریک ہوا تو امام کے سلام کے بعد وہ اسی طرح عید کی نماز ادا کرے جس طرح امام نے ادا کی ہے۔ یعنی پہلے رکعت میں ’’سبحانك اللهم‘‘ کے بعد قرأت سے پہلے تکبیریں کہے اور دوسری رکعت میں قرأت کے بعد کہے۔ (درمختار)

۷...... اگر کسی کو عید کی نماز نہ ملی ہو یعنی امام کے سلام کے بعد آیا ہے تو وہ شخص تنہا نماز عید نہیں پڑھ سکتا۔ بلکہ جو شخص نماز عید میں شریک ہوگیا ہو اور پھر کسی وجہ سے اس کی نماز فاسد ہوگئی ہو۔ اس پر بھی اس کی قضاء واجب نہیں، ہاں اگر اس کے ساتھ کچھ اور آدمی بھی شریک ہو جائیں تو پھر پڑھنا واجب ہے۔ (درمختار)

۸...... اگر کسی عذر سے پہلے دن نماز عید نہ پڑھی جا سکی ہو تو عید الفطر کی نماز دوسرے دن کے زوال تک اور عید الاضحیٰ کی بارہویں تاریخ کے زوال تک پڑھی جا سکتی ہے۔ (درمختار)

۹...... عید الاضحیٰ میں بغیر عذر بھی بارہویں تاریخ تک تاخیر کرنے سے نماز ہو جاتی ہے۔ مگر مکروہ ہوتی ہے اور عید الفطر میں عذر کے بغیر تاخیر کرنے سے بالکل نماز ہوتی ہی نہیں۔

عذر کی مثالیں

۱...... کسی وجہ سے امام نماز پڑھانے نہ آیا ہو اور اس کے بغیر نماز پڑھنے میں فتنہ کا اندیشہ ہو یا بارش ہو رہی ہو یا چاند کی تاریخ کی تحقیق نہ ہوئی ہو اور زوال کے بعد جب نماز کا وقت جاتا رہا تو چاند کی تحقیق ہوئی ہو۔ (درمختار)

۲...... امام نے نماز عید پڑھائی پھر بعد میں معلوم ہوا کہ بغیر وضو پڑھائی گئی۔ اب اگر لوگوں کے متفرق ہونے سے پہلے معلوم ہوگیا تو امام وضو کرے اور لوگوں کو دوبارہ نماز پڑھائے اور اگر لوگ متفرق ہو چکے ہوں تو نماز کا اعادہ نہ کیا جائے وہی نماز جائز ہوگی۔ (شامی ج۱ ص۷۸۳)

۳...... جس شخص کو عیدگاہ میں وضو کرنے سے نماز عید کے نہ ملنے کا خوف ہو تو وہ تیمم کر کے نماز میں شریک ہو جائے۔ (درمختار)

۴...... عیدالاضحیٰ کے دن منیٰ میں چونکہ مناسک حج میں مشغولیت ہوتی ہے۔اس لئے اہل منیٰ پر عید کی نماز واجب نہیں۔(شامی بحوالہ مبسوط)

صدقۂ فطر کے احکام

۱...... جو مسلمان اتنا مالدار ہو کہ اس پر زکوٰۃ واجب ہو یا اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔لیکن ضروری اسباب سے زائد اتنی قیمت کا مال واسباب ہے۔جتنی قیمت پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔یعنی ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت کا مال واسباب ہے تو اس پر عیدالفطر کے دن صدقہ دینا واجب ہے۔چاہے وہ سوداگری کا مال ہو یا سوداگری کا نہ ہو اور چاہے اس پر سال گذر چکا ہو یا نہ گذرا ہو۔اس صدقہ کو شریعت میں ''صدقۂ فطر'' کہتے ہیں۔(درمختار) البتہ اگر وہ قرضدار ہے تو قرضہ منہا کر کے دیکھا جائے گا۔اگر اتنی قیمت کا اسباب بچ رہے جو اوپر مذکور ہے۔تب تو صدقۂ فطر واجب ہے ورنہ نہیں۔جس طرح مالدار ہونے کی صورت میں مردوں پر صدقۂ فطر واجب ہے۔اسی طرح اگر عورت کے پاس کچھ مال اس کی ملکیت میں ہو جس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر ہو مثلاً اس کے پاس زیور ہے جو اس کے والدین کی طرف سے اس کو دیا گیا ہے یا خاوند نے زیور دے کر اس کو مالک بنادیا ہے تو عورت پر بھی اپنی طرف سے صدقۂ فطر واجب ہے۔

۲...... مگر عورت پر کسی اور کی طرف سے ادا کرنا واجب نہیں نہ بچوں کی طرف سے نہ ماں باپ کی طرف سے نہ شوہر کی طرف سے۔(درمختار و شامی)

۳...... البتہ مردوں پر جس طرح اپنی طرف سے صدقہ فطر دینا واجب ہے۔اسی طرح نابالغ اولاد کی طرف سے بھی صدقہ فطر دینا واجب ہے۔اگر اولاد مالدار ہو تو پھر باپ کے ذمہ اپنے مال میں سے دینا واجب نہیں۔بلکہ اولاد کے مال میں سے ادا کرے اور بالغ اولاد کی طرف سے بھی دینا واجب نہیں۔البتہ اگر کوئی بالغ لڑکا،لڑکی مجنون ہو تو اس کی طرف سے اس کا والد صدقہ ادا کرے۔(درمختار و شامی)

وقت وجوب صدقہ

عید کی صبح صادق کے وقت یہ صدقہ واجب ہوتا ہے تو اگر کوئی شخص فجر کا وقت آنے سے پہلے فوت ہو گیا ہو۔اس پر صدقہ فطر واجب نہیں۔اس کے مال میں سے نہ دیا جائے۔اسی طرح جو بچہ صبح صادق کے بعد پیدا ہوا ہو۔اس کی طرف سے صدقہ فطر واجب نہیں ہے۔(درمختار)

(ہاں جو بچہ صبح صادق سے پہلے پیدا ہوا اس کی طرف سے صدقہ فطر دینا واجب ہے) یہی حکم ہے اس شخص کا جو صبح صادق سے پہلے فقیر ہو گیا ہے کہ اس شخص پر صدقہ فطر واجب نہیں۔(شامی)

۱...... مستحب یہ ہے کہ عید کے دن نماز سے پہلے یہ صدقہ دیا جائے اور اگر عید کے دن نہ دیا جائے تو معاف نہیں ہوا۔اب کسی دن اس کی قضا کرنی لازمی ہے اور اگر اس کو رمضان المبارک میں ہی ادا کر دیا گیا۔تب بھی ادا ہو گیا۔

۲...... جس شخص نے کسی وجہ سے رمضان المبارک کے روزے نہیں رکھے۔ اس پر بھی یہ صدقہ واجب ہے۔(عالمگیری)

صدقہ واجب کی مقدار

صدقہ فطر میں اگر گیہوں یا گیہوں کا آٹا، ستو دیا جائے تو نصف صاع یعنی پونے دو سیر بلکہ احتیاطاً دو سیر دے دینا چاہئے اور اگر گیہوں اور جو کے علاوہ کوئی اور غلہ دینا چاہے جیسے چنا، چاول تو اتنا دیوے کہ اس کی قیمت نصف صاع گندم یا ایک صاع جو کے برابر ہو جائے اور اگر غلہ کی بجائے اس کی قیمت دی جائے تو سب سے افضل ہے۔(درمختار)

ایک آدمی کا صدقہ فطر کئی فقیروں کو اور کئی آدمیوں کا صدقہ فطر ایک فقیر کو دینا جائز ہے۔(درمختار)

صدقہ کے مستحق

۱...... صدقہ فطر کے مستحق بھی وہی لوگ ہیں جو زکوٰۃ کے مستحق ہیں۔ یعنی ایسے غریب لوگ جن کے پاس اتنا مال نہیں ہے۔ جس پر صدقہ فطر واجب ہوتا ہے۔

۲...... صدقہ دینے میں اپنے غریب رشتہ داروں اور دینی علم کے سیکھنے، سکھانے والوں کو مقدم رکھنا افضل ہے۔(درمختار)

۳...... جن لوگوں سے یہ پیدا ہوا ہے۔ جیسے ماں باپ، دادا دادی، نانا نانی اور اس طرح جو اس کی اولاد ہے۔ جیسے بیٹی بیٹا، پوتا پوتی، نواسا نواسی، ان کو صدقہ فطر نہیں دے سکتا۔ ایسے ہی بیوی اپنے شوہر کو اور شوہر اپنی بیوی کو بھی صدقہ فطر نہیں دے سکتا۔(درمختار) ان رشتہ داروں کے علاوہ جیسے بھائی بہن، بھتیجا بھتیجی، بھانجا بھانجی، چچا چچی، پھوپھا، پھوپھی، خالو، خالہ، ماموں مامی، ساس سسر، سالہ بہنوئی، سوتیلی ماں، سوتیلا باپ سب کو صدقہ فطر دینا درست ہے۔

۴...... حضرت فاطمہؓ، حضرت علیؓ، حضرت جعفرؓ اور حضرت عقیلؓ اور حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب یا حارث بن عبدالمطلب کی اولاد کو صدقہ فطر دینا درست نہیں ہے۔(درمختار)

۵...... صدقہ فطر سے مسجد، مدرسہ، سکول، غسل خانہ، کنوں، نلکا اور مسافر خانہ، پل سڑک، غرضیکہ کسی طرح کی عمارت بنانا یا کسی میت کے کفن دفن میں خرچ کرنا یا کسی میت کی طرف سے اس کا قرضہ ادا کرنا درست نہیں ہے۔ البتہ اگر کسی غریب کو اس کا مالک بنا دیا جائے پھر وہ اگر چاہے تو اپنی طرف سے کسی تعمیر یا کفن دفن وغیرہ پر خرچ کردے تو جائز ہے۔(درمختار)

۶...... کسی نوکر، خدمت گار، امام مسجد وغیرہ کو ان کی خدمت کے عوض تنخواہ کے حساب میں صدقہ فطر دینا درست نہیں ہے۔

۷...... ایک شہر سے دوسرے شہر میں صدقہ فطر بھیجنا مکروہ ہے۔ ہاں اگر دوسرے شہر میں اس کے غریب رشتہ دار رہتے ہوں یا وہ وہاں کے لوگ زیادہ محتاج ہوں یا وہ لوگ دین کے کام میں لگے ہوئے ہوں تو ان کو بھیج دیا تو مکروہ نہیں۔ کیونکہ طالب علموں اور دیندار غریب عالموں کو دینا بڑا ثواب ہے۔(درمختار)

پروفیسر محمد الیاس برنی!

آخری قسط

ڈاکٹر محمد عبدالحلیم چشتی

برنی صاحب کے اس زمانہ میں جن دانشور، اہل علم واہل قلم، صوفیہ اور عہدہ داروں سے تعلقات رہے۔ انہیں نام بنام بتایا ہے۔ فرمانروائے دکن میر عثمان خاں سے موصوف کے دیرینہ مراسم تھے، کنگ کوٹھی میں آنا جانا ان کا معمول تھا۔ (برنی نامہ ص ۲۴)

اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ ''۱۹۱۷ء سے ۱۹۵۷ء تک چالیس برس حیدر آباد میں گزارے، اس مدت میں تصنیف وتالیف اور ترجمہ کا سلسلہ بھی جاری تھا۔ چنانچہ چھوٹی بڑی اردو، فارسی، عربی اور انگریزی میں چالیس کے قریب کتابیں شائع ہوچکی تھیں اور کئی منصوبے تکمیل طلب باقی تھے۔'' (برنی نامہ ص ۲۶)

۱۱...... علم المعیشت: اردو میں اکنامکس کے موضوع پر سب سے پہلی نہایت مستند وجامع کتاب ہے۔ مشکل سے مشکل معاشی اصول ومسائل کو دلچسپ اور سلیس پیرایہ میں بیان کیا ہے۔ اس کے مطالعہ سے نئے مضامین بخوبی ذہن نشین ہوجاتے ہیں اور طلبہ واستاد سب اس کو شوق سے پڑھتے اور فائدہ اٹھاتے ہیں۔

برنی صاحب نے کتاب علم المعیشت مولوی عبدالحق صاحب معتمد انجمن ترقی اردو اورنگ آباد کی فرمائش وہمت افزائی پر لکھنی شروع کی تھی۔ (صراط الحمید ج۱ ص ۳۴۹)

یہ وہ زمانہ تھا جب کہ موصوف کی ایم اے اور ایل ایل بی کی تعلیم جاری تھی۔

(صراط الحمید ج۱ ص ۳۴۹)

اور وہ علی گڑھ کالج میں بی اے کے طلبہ کو معاشیات بھی پڑھاتے تھے اور ان کا کاروان عمر ابھی پچیسویں منزل طے کررہا تھا۔ یہ اردو میں سات سو صفحات سے زیادہ کی کتاب پہلی بار ۱۹۱۷ء میں انجمن ترقی اردو نے شائع کی تھی۔ برنی صاحب نے اس کی تمہید علی گڑھ کالج میں لکھی تھی۔

اس کتاب کے متعلق ایک بالغ نظر، ہوش مند ودانشور عالم مولانا عبیداللہ سندھی المتوفی ۱۹۴۴ء کی رائے یہ ہے۔

''یورپ میں میری سیاحت کے لئے مولوی الیاس صاحب برنی کی ''علم المعیشت'' بھی ایک محسن کتاب ہے۔ اگر یہ کتاب مجھے نہ ملتی تو میں یورپی اقتصادی پروگرام کو سمجھنے کے قابل نہ ہوتا۔''

(مشاہیر اہل علم کی محسن کتابیں، مطبوعہ لکھنؤ ص ۳۵)

یہ اس صاحب علم شخص کی رائے ہے کہ جس نے اس فن کی تحصیل کسی کالج یا یونیورسٹی میں نہیں کی تھی۔ صرف اس کتاب کے مطالعہ سے ایسی بصیرت حاصل کی تھی کہ پورے یورپ کی علم المعیشت کو بخوبی سمجھ گئے تھے۔ موصوف نے اسے اپنی محسن کتابوں میں شمار کیا ہے۔ ڈاکٹر محمد اقبالؒ المتوفی ۱۹۳۸ء جو خود بھی معاشیات کے بڑے عالم اور دنیا کے نامور دانشوروں میں سے ہیں وہ اس کتاب کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔

''آپ کی کتاب ''علم المعیشت'' اردو زبان پر احسان عظیم ہے اور مجھے یہ کہنے میں ذرا بھی تامل نہیں ہے

کہ اکنامکس پر اردو میں یہ سب سے پہلی کتاب ہے اور ہر لحاظ سے مکمل۔''

(فہرست کتب الیاس برنی ص۱۲، یہ فہرست صراط الحمید جلد دوم کے آخر میں شائع کی گئی ہے)

کتاب کے خاتمہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ سے کتنا عشق تھا اور ان کا ایمان کس قدر راسخ تھا تحریر فرماتے ہیں۔

''علم المعیشت'' کا بیان ختم ہوتا ہے۔ اب صرف آخری نکتہ جتانا باقی ہے۔ اگر کل پہلوؤں پر غور کر کے بنی نوع انسان اپنی زندگی کے واسطے بہترین معاشی اصول دریافت کرنا چاہے تو اس کی ہدایت کے واسطے اللہ جل شانہ نے دریائے حکمت کو کوزہ میں بند کر دیا ہے۔ قرآن پاک میں معاشی زندگی کے متعلق بہت سی ہدایتیں موجود ہیں اور صدہا سال کا تجربہ بھی آج انہی ہدایات کا مؤید نظر آتا ہے۔ ہم صرف ایک آیت شریفہ پر اکتفاء کرتے ہیں۔ وھو ھذا!

''وکلوا واشربوا ولا تسرفوا انه لا یحب المسرفین (اعراف:۳۱)'' ﴿اور کھاؤ اور پیؤ اور بے جا خرچ نہ کرو۔ اس کو خوش نہیں آتے بے جا خرچ کرنے والے۔﴾

اس کتاب کے سرورق کی پیشانی پر یہ آیت شریفہ۔

''ومن اعرض عن ذکری فان له معیشة ضنکا (طه:۱۲٤)'' ﴿اور جس نے منہ پھیرا میری یاد سے تو اس کی ملتی ہے گذران تنگی کی۔﴾

دوبارہ یہ کتاب باہتمام محمد مقتدیٰ شروانی مطبع مسلم یونیورسٹی انسٹیٹیوٹ علی گڑھ سے ۱۳۴۶ھ/ ۱۹۲۷ء میں شائع کی گئی تھی۔ تیسرا ایڈیشن ۸۰۰ صفحات پر مشتمل انجمن ترقی اردو دہلی سے نکلا ہے۔

۱۲...... اصول معاشیات: یہ کتاب نصابی ضرورت کے تحت مرتب کی گئی ہے۔ اس لئے کسی قدر دقیق اور مشکل مباحث پر مشتمل ہے۔ دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن نے شائع کی تھی۔ صفحات ۶۰۰ میں، خوشنما جلد اور تقطیع کلاں ہے۔

۱۳...... معیشت الہند: ہندوستان کے گوناگوں معاشی حالات جن کا جاننا ملک کی اصلاح وترقی کے لئے ازحد ضروری ہے۔ کافی تحقیق اور تنقید کے بعد بہت سلیس اور دلچسپ طرز پر عملی پیرایہ میں بیان کئے گئے ہیں۔

اردو زبان میں اپنی قسم کی پہلی جامع ومستند کتاب دارالترجمہ جامعہ حیدرآباد سے شائع کی گئی تھی۔ ۸۵۰ صفحات، تقطیع کلاں اور جلد خوشنما ہے۔ ۱۳۲۴ھ میں دوسری بار شائع کی گئی تھی۔

۱۴...... مقدمتہ المعاشیات: یہ مورلینڈ کی انگریزی کتاب ''انٹروڈکشن ٹو اکنامکس'' کا سلیس وبامحاورہ اردو ترجمہ ہے۔ جس میں معاشیات کے ابتدائی اصول ومسائل بیان کئے گئے ہیں۔ تقطیع کلاں، ۳۰۰ صفحات ہیں۔ دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن نے شائع کی تھی۔

برنی صاحب کا ایک سلسلہ تصانیف منتخبات نظم اردو پر مشتمل ہے۔ اردو شاعری میں غزلیات کا وافر ذخیرہ

ہونے کی بناء پر عموماً یہ خیال کیا جاتا ہے کہ ساری کائنات محض حسن وعشق اور گل وبلبل کی داستان ہے۔ مگر تحقیق سے ثابت ہوتا ہے کہ اردو میں ہر رنگ کی بہتر سے بہتر نظمیں موجود ہیں۔ لیکن وہ نظروں سے اوجھل تھیں۔ برنی صاحب کے اس انتخاب سے یہ حقیقت آشکارا ہوگئی کہ اردو کا دامن اس سلسلہ میں کتنا وسیع ہے۔ یہ معارف ملت، جذبات، فطرت اور مناظر قدرت کے نام سے قدیم وجدید اردو شعراء کی نظموں کا ایک مفید اور جامع انتخاب ہے جو بارہ حصوں پر مشتمل ہے۔ اس میں اردو کے تقریباً دوسو قدیم وجدید نامور شعراء کا بہترین کلام عجیب وغریب ترتیب کے ساتھ آ گیا ہے۔ بڑے بڑے ادیب اور نقاد سخن نے اس کی داد دی ہے اور یہ سلسلہ بہت مقبول ہوا اس سے واقعتاً لائق مرتب کی اردو ادب پر وسیع نظر اور سخن فہمی کا اندازہ ہوتا ہے۔ یہ سلسلہ ۱۹۱۹ء سے بتدریج شائع ہوتا رہا اور ۱۹۲۴ء میں اس کی تکمیل ہوئی۔

۱۵تا۱۸: اس کا پہلا سیٹ معارف ملت چار جلدوں پر مشتمل ہے۔

۱۹تا۲۲: دوسرا سیٹ جذبات فطرت کے نام سے شائع ہوا ہے۔ اس کی جلد اوّل اردو شاعری کے قافلہ سالار میر تقی میر ورفیع سودا کے کلام کا انتخاب ہے۔

جلد دوم: مرزا غالب، ذوق، ظفر، حسرت موہانی کے کلام کا انتخاب ہے۔

جلد سوم: تقریباً بیس قدیم ومستند اور باکمال شعراء کے کلام کا انتخاب ہے۔

جلد چہارم: تقریباً ساٹھ جدید مشہور ومقبول شعراء کے کلام کا دلکش انتخاب ہے۔

۲۳تا۲۶: تیسرا سیٹ، مناظر قدرت، جلد اوّل متعلق اوقات، صبح وشام، دن رات، دھوپ، چاندنی، موسم گرما، سرما، برسات اور بہار کے دلکش مناظر نظموں میں اس خوبی سے عکس فگن ہیں۔ ان کو دیکھ کر طبیعت وجد کرنے لگتی ہے۔ یہ جلد قدرت کی دل فریبیوں کا بہترین مرقع ہے۔

جلد دوم: (کائنات اور اس کی اشیاء) اس میں آسمان، زمین، پہاڑ، جنگل، میدان، دریا، کھیت، باغات، شہر اور عمارات وغیرہ کی شعراء نے ایسی تصویر کھینچی ہے کہ نظمیں پڑھتے وقت گویا ہم آنکھوں سے ان کی سیر کر رہے ہیں۔

جلد سوم: (نباتات وحیوانات) میں نباتات وحیوانات یعنی پھول، پھل، کیڑے، پتنگے، تتلیاں، پرند وچرند وغیرہ کے متعلق نظمیں پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اردو کے شاعروں نے اشیائے قدرت کا کس حد تک مطالعہ کیا ہے اور مشاہدات میں کہاں تک جان ڈالی ہے۔

جلد چہارم: (عمرانیات) اس میں ہندوستان کے تمدن، رسم ورواج، عید تہوار، شادی، میلے، ٹھیلے، کھیل تماشے، بزم ورزم، کے حالات دل کو بے چین کر دیتے ہیں۔ شعروسخن کا یہ عجیب دل کش انتخاب ہے۔ ان تینوں سیٹ کی پہلی بار ۱۹۱۹ء میں اشاعت ہوئی۔ تیسری بار محمد مقتدیٰ خاں شیروانی کے زیر اہتمام ۱۹۲۴ء میں علی گڑھ سے شائع کئے گئے تھے۔

عطیہ قادریہ: یہ تحفہ ربیع الثانی ۱۳۷۸ھ میں بلا قیمت تقسیم ہوا۔

برنی کی تصانیف وتراجم کی تعداد

الیاس برنی صاحب نے اپنی تصانیف وتراجم کی تعداد ''۴۰'' بیان کی ہے اور مولانا منت اللہ صاحب نے برنی صاحب کی تصانیف کی تعداد ''۴۹'' بتائی ہے۔ (مکاتیب گیلانی ج۱ ص۱۰۴)

برنی صاحب کی حیات میں ان کی کتابوں کے ناشر، ادارے، مکتبے اور مطابع مندرجہ ذیل تھے۔

۱...... انجمن ترقی اردو اورنگ آباد وحیدر آباد دکن۔
۲...... دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ، حیدر آباد۔
۳...... مکتبہ ابراہیمیہ (عابد شاپ) حیدر آباد۔
۴...... اختر دکن پریس، افضل گنج، حیدر آباد
۵...... محمد الیاس، جام باغ ترپ بازار حیدر آباد (حیدر آباد میں قیام کے ابتدائی زمانے میں) پھر بیت السلام وسیف آباد وحیدر آباد۔
۶...... محمد مقتدیٰ خان شروانی، منیجر مسلم یونیورسٹی انسٹیٹیوٹ، علی گڑھ۔
۷...... مکتبہ جامعہ ملیہ۔ دہلی۔
۸...... تاج کمپنی لاہور، کراچی۔
۹...... محمد اشرف لاہور۔

برنی صاحب کی فارمیسی اکسیر انسٹیٹیوٹ حیدر آباد، جہاں برنی صاحب کے مجربات تیار ہوتے تھے۔

۱...... اکسیر کبیر: معدہ کی شکایات میں مفید ہے۔
۲...... اکسیر آئل: جسم کے درد، ورم، نزلہ، زکام، انفلوائنزا میں مفید ہے۔
۳...... اکسیر مرہم: جلدی امراض کے لئے مفید ہے۔
۴...... اکسیر دندان: خوشبودار ٹوتھ پیسٹ، دانتوں کی شکایات میں مفید ہے۔

مزید برآں بعض موذی امراض جو بالعموم لاعلاج مانے جاتے ہیں۔ بالخصوص جذام کینسر ایسے امراض کا بھی علاج بطور خاص کیا جاتا تھا۔

یہ فارمیسی اکیسر انسٹیٹیوٹ موصوف نے ۱۹۵۸ء میں یا اس سے کچھ عرصہ پہلے قائم کیا تھا۔

ضروری اعلان!

خریداران ماہنامہ لولاک کی خدمت میں گزارش ہے کہ خط وکتابت اور منی آرڈر ارسال کرتے وقت اپنا پتہ......صحیح......صاف......اور مکمل......تحریر کیا کریں۔ شکریہ!

حضرت امیر شریعتؒ کے ساتھ چند روز!

مولانا محمد اکرم طوفانی

۱۹۵۸ء کا دور تھا۔ بندہ بھیرہ میں مدرسہ خضریہ کا طالب علم تھا۔ مدرسہ خضریہ بھیرہ حاجی عبداللہ صاحب پراچہ کے زیر انتظام تھا۔ میری عمر تقریباً ۲۳ سال تھی۔ مدرسہ کا سالانہ جلسہ تھا۔ سالانہ جلسہ میں اکثر مولانا نورالحسن شاہ بخاریؒ تشریف لایا کرتے تھے۔ ہمارے استاد حضرت مولانا منظور شاہ صاحب تھے۔ جو مولانا غلام اللہ خان صاحبؒ کے شاگرد خاص تھے۔ مولانا غلام اللہ خان صاحب بھی جلسہ میں تشریف لایا کرتے تھے۔ ایک استاد ہمارے مولانا عبدالرشید، خطیب مسجد مہاجرین بھیرہ تھے۔ جو ماشاءاللہ اب بھی بقید حیات ہیں۔

میری ڈیوٹی علماء کی خدمت تھی۔ اللہ کا کروڑ کروڑ شکر ہے کہ بچپن ہی سے اکابرین کی صحبت نصیب فرمائی تھی۔ خدمت کے دوران میری حضرت مولانا نورالحسن شاہ صاحبؒ سے تعلیمی بات چیت شروع ہوئی۔ آپ نے مجھ سے پوچھا کہ کیا پڑھتے ہو۔ میں نے اپنے شروع اسباق کا تذکرہ کیا۔ شعبان کا مہینہ تھا۔ حضرت مولانا نورالحسن شاہ بخاریؒ نے باتوں باتوں میں ارشاد فرمایا۔ ابھی تھوڑے دنوں کے بعد رمضان شریف میں ہمارے یہاں دارالمبلغین ملتان میں مذاہب متفرقہ پر معلوماتی کورس شروع ہونے والا ہے۔ اس دفعہ آپ حضرات اس کورس میں تشریف لے آئیں۔ چنانچہ میں اور میرے ساتھ اسباق میں شریک ایک ساتھی سید صابر حسین شاہ صاحب ہم دونوں وقت مقررہ پر ملتان پہنچ گئے اور دارالمبلغین جو اس وقت بوہڑ گیٹ ملتان میں واقع تھا میں داخلہ لے لیا۔ وہاں ہمیں پڑھانے والے اساتذہ میں مولانا سید نورالحسن شاہ صاحب بخاریؒ، مولانا عبدالستار تونسوی مدظلہ، مولانا دوست محمد قریشیؒ، مولانا خالد محمود مدظلہ، مولانا عبدالحیٔ جام پوریؒ تھے۔ اس وقت کورس میں ہم تقریباً ۱۹ ساتھی تھے۔ وہاں انگریز دور کی ایک بہت بڑی بلڈنگ تھی۔ جس میں حکیم فیروز دین حکمت کا کاروبار کرتے تھے۔ موصوف حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے متوسلین میں تھے۔ ان کے پاس بھی حاضری ہوتی تھی۔

۱۹۵۶ء میں غالباً ایک مضمون رسالہ دارالعلوم دیوبند میں بعنوان حیات النبی ﷺ دو قسطوں شائع ہوا تھا۔ اس مضمون کو حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی نے حضرت شاہ صاحب کے حکم پر کتابچے کی شکل میں شائع کردیا اور یہاں سے پھر مسئلہ حیات النبی ﷺ کا چرچہ ہوگیا اور اختلافی شکل معرض وجود میں آ گئی۔ اس وقت ہمارے ساتھ مولانا عبدالقادر آزاد صاحبؒ، ایک نومسلم اور سید منظور حسین شاہ صاحبؒ جو وہاں قریب ایک مسجد میں امام تھے۔ کورس میں شریک تھے۔، میرا ساتھی صابر شاہ صاحب اللہ ان کی مغفرت فرمائے۔ وہ سید عنایت اللہ شاہ بخاری مرحوم کے مرید تھے۔ شاہی مسجد کے سابقہ خطیب مرحوم مولانا عبدالقادر آزاد حیات النبی کے مسئلہ پر اکثر اوقات گفتگو فرمایا کرتے تھے۔ اچانک بات بڑھ گئی اور میرے ساتھی کے ساتھ مولانا عبدالقادر آزاد مرحوم الجھ گئے۔ آخر فیصلہ ہوا کہ حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی خدمت میں جا کر فیصلہ کروا لیتے ہیں۔ چنانچہ ہم تینوں ساتھی حضرت شاہ جیؒ کی خدمت میں اپنا متنازعہ مسئلہ لے کر حاضر ہوئے۔ مولانا عبدالقادر آزادؒ نے حضرت شاہ جیؒ کی

خدمت میں سارا واقعہ رکھا اور اپنے اختلاف کو واضح کیا حضرت شاہ جیؒ نے واقعات سن کر ایک لمبی آہ بھری اور فرمایا کہ: ’’اکابرین کو چھوڑ کر اپنی مرضی کے مطابق دین کو ڈھالنا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے کے مترادف ہے۔ صراط مستقیم پر موت کی خواہش ہے تو تادم مرگ اکابر کے دامن سے وابستہ رہو۔ ہاتھ کٹ جائیں لیکن اکابر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے۔‘‘ ایک لمبی سانس بھر کر پھر فرمایا اور بھائی کے لفظ کو کھینچتے ہوئے فرمایا۔ ہمارے تمام اکابر حیات النبی ﷺ کے نہ صرف قائل تھے بلکہ اس عقیدہ کو حرز جان اور ایمان سمجھتے تھے۔

اچانک مولانا عبدالقادر آزاد صاحب نے سخت جملے ادا کرنے شروع کئے اور مولانا غلام اللہ خان صاحبؒ کا نام لے کر فرمایا کہ شاہ جیؒ ان لوگوں نے فتنہ اٹھایا ہوا ہے۔ یہ بہت ہی فتنہ پرداز لوگ ہیں۔ شاہ جیؒ نے بڑے ہی دردمندانہ لہجے میں فرمایا۔ برخوردار! ان سے اکابر کا دامن چھوٹ گیا۔ میں ان کو فتنہ تو نہیں کہتا۔ کیونکہ فتنہ وہ ہوتا ہے جن کا مذہب اور دین نیا ہو۔ ان کا مذہب نیا نہیں ہے۔ البتہ آپ حضرات نے مرتے دم تک اکابر کے ساتھ وابستہ رہنا ہے۔ میرا ساتھی، اللہ اس کو بخشے۔ وہ تو واپس بھیرہ چلا گیا اور میں دورہ مکمل کر کے سند لے کر واپس ہوا۔

یہ رمضان شریف کا مقدس مہینہ تھا۔ ہمارے اسباق ۱۲ بجے تک ہوا کرتے تھے۔ سخت گرمی کا موسم تھا۔ اسباق ۱۲ بجے ختم ہوئے تو میں سیدھا تبی شیر خان حضرت شاہ جیؒ کے پاس ان کے کرایہ کے مکان پر پہنچ جاتا اور عصر تک حضرت شاہ جیؒ کے پاس رہتا اور مٹھی چاپی کرتا۔ شاہ جیؒ چارپائی پر ایک پھوڑی (صف) ڈالے تشریف فرما ہوتے اور عصر کی نماز باجماعت پڑھتے۔ امامت حضرت مولانا ابوذر بخاریؒ کراتے۔ میں اور شاہ جیؒ مقتدی ہوتے۔ رمضان کے بقایا ۲۲ دن حضرت شاہ جیؒ کی خدمت میں رہا۔ شاہ جیؒ عصر کی نماز پڑھ کر مدرسہ قاسم العلوم سے آگے ایک حکیم عطاء اللہ تشریف لے جاتے اور میں افطاری کے لئے دفتر آ جاتا اور روزہ دارالمبلغین میں افطار کرتا۔

ایک دن ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ حضرت شاہ جیؒ اور بندہ نماز عصر پڑھ کر نکلے۔ شاہ جیؒ آگے آگے، بندہ پیچھے پیچھے چلا آ رہا تھا کہ مدرسہ قاسم العلوم کے ساتھ ایک چھوٹی سی بیکری تھی۔ جس پر ایک کمزور لاغر سا شخص دوکاندار بیٹھا ہوا تھا۔ شاہ جیؒ نے اسے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ بھائی میں نے پھیکے بسکٹ منگوائے تھے اور تو نے میٹھے بھیج دیئے۔ غالباً حضرت شاہ جیؒ کو شوگر کی بیماری تھی۔ جس کی وجہ سے وہ میٹھے سے پرہیز فرمایا کرتے تھے۔ شاہ جیؒ اصرار کرتے رہے کہ تو نے میٹھے بھیج دیئے اور وہ اقرار کرتا رہا کہ نہیں شاہ جیؒ نہیں۔ میں نے پھیکے بھیجے ہیں اور مجھے بڑا غصہ آ رہا تھا کہ دیکھو کس قدر ظالم شخص ہے۔ اپنی بات پر اصرار کرتا چلا جا رہا ہے۔ آخر کار شاہ جیؒ نے ایک لمبی سانس بھری اور اپنے ہاتھ مبارک سے اپنی زبان مبارک کو پکڑا اور گویا ہوئے۔ نعوذ باللہ! استغفر اللہ! زبان مبارک کو پکڑ کر فرمایا۔ جب تک تیرے اندر طاقت تھی۔ تو تیرا غلط نکلا ہوا جملہ بھی، بات بھی ٹھیک ہو جاتی تھی۔ کسی کو کیا مجال کہ انکار کرے۔

آج تو کمزور ہو گئی ہے، تو تیرا سچ بھی لوگوں کو جھوٹ نظر آ رہا ہے۔ بس یہ جملہ کہہ کر آگے حکیم عطاء اللہ کی دوکان پر تشریف لے گئے اور بندہ دفتر آ گیا۔ ایک دن اچانک نوابزادہ نصر اللہ خان مرحوم وارد ہوئے اور شاہ جیؒ نے اس کے ساتھ بات چیت شروع کی کہ باتوں باتوں میں نوابزادہ نصر اللہ خان مرحوم نے حضرت شاہ جیؒ سے عرض

کیا۔شاہ جیؒ! اب تو چند دن کے مہمان ہیں۔ کرایہ کے مکان میں ڈیرہ لگا رکھا ہے۔ بوڑھے ہوگئے۔ اپنے لئے تو ساری زندگی کچھ نہیں بتایا۔ اب جاتے جاتے اولاد کے لئے تو کچھ مکان وغیرہ کا کر جاتے۔ تاکہ اولاد تو کرایہ کے مکانوں سے بچ جائے۔ شاہ جیؒ نے سر اوپر اٹھایا اور نوابزادہ مرحوم کی طرف غصے کے ساتھ پیار بھری نگاہوں سے دیکھ کر فرمایا۔ نوابزادہ صاحب میں تو آپ کو نہایت ہی سمجھدار اور دانا سمجھتا تھا۔ لیکن آپ نے کیسی بات کر دی کہ میں بوڑھا ہوگیا اور اولاد کے لئے کچھ نہیں کیا۔ کچھ کر جاتے، نواب صاحب میں بوڑھا ہوگیا۔ میرا رب تو بوڑھا نہیں۔ اس کی ذات پر کامل بھروسہ ہے۔ وہ ان کا انتظام کرے گا اور واقعتہً آج دار بنی ہاشم حضرت شاہ صاحبؒ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے جملوں کی بدیہی تصدیق ہے۔ ایک دن اخبار میں خبر آئی کہ جہلم میں زبردست اولے پڑے ہیں اور فصلیں تباہ ہوگئیں ہیں۔ تو فرمایا میں نے رب کے سامنے عرض کی۔

’’اتهلكنا بما فعل السفهاء منا ان هي الا فتنتك‘‘ غرضیکہ میری زندگی کے یہ بائیس دن جو مجھ بے بس، گنہگار، فقیر کو حضرت شاہ جیؒ کی خدمت میں ظہر سے عصر تک اللہ تعالیٰ نے گزارنے کا موقع عنایت فرمایا۔ یہی بائیس دن میری زندگی میں انقلاب کا باعث بنے اور واپس لوٹتے وقت میں حضرت شاہ جیؒ کی بیعت سے مشرف ہوا۔ چونکہ مشہور یہ تھا کہ دارالمبلغین میں بھی وہی طالب علم داخلہ لیتے ہیں جو تاریخ التحصیل ہوتے تھے۔

جب ۲۹؍رمضان کو سند لے کر واپس گھر آنے لگا تو حضرت شاہ جیؒ سے بیعت کی درخواست کی اور شاہ جیؒ نے شفقت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے میری قسمت کو سنوارنا تھا۔ شاہ جیؒ نے بیعت فرمالیا اور پوچھا کیا کر رہے ہو۔ کہاں خطیب ہو۔ یا کس مدرسہ میں پڑھاتے ہو۔ تو میں نے کہا شاہ جیؒ میں تو ابھی پڑھ رہا ہوں۔ لہٰذا مجھے کوئی وظیفہ بتلا دیں۔ تو شاہ جیؒ نے فرمایا میں طالب علم کو بیعت نہیں کرتا کہ تعلیمی حرج نہ ہو اور وظائف میں نہ لگے رہیں۔ تو پہلا طالب علم ہے جس کو میں نے بیعت میں لے لیا۔ اب وظیفہ کیا بتلاؤں۔ سورہ یٰسین کی تلاوت روزانہ کر لیا کرو اور نماز باجماعت کی پابندی کرنا۔ اللہ تعالیٰ علم دے تو حق کہنا۔ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں علم باعمل نصیب فرمائے۔

اور آخری بات! اکابر کے دامن کو اپنے ہاتھ سے نہ چھوڑنا۔ ہاتھ کٹ جائیں لیکن اکابر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے۔ وہ دن اور آج میری عمر ۷۵ سال ہوگئی ہے۔ شاہ جیؒ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے جملے آج بھی مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ شاہ جیؒ مجھے فرما رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا خاص خاص فضل وکرم ہے کہ مشکل سے مشکل ترین حالات میں بھی اکابر کے دیئے ہوئے لائحہ عمل سے سرمو بھی سرکنے کی کوشش نہیں کی اور حق بے ساختہ زبان سے نکلتا ہے کہ شاہ جیؒ نے فرمادیا تھا کہ حق کہنا۔ بس شاہ جیؒ کا کہنا تھا کہ حق زبان پر خود بخود جاری رہتا ہے اور آج پچاس سال ہوگذرے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نہ تو نماز بغیر جماعت کے پڑھنے کی طرف مائل کیا اور سورۃ یٰسین تو ماشاء اللہ ہر حال میں سفر میں حضر میں پڑھتا ہوں اور اسی نسبت سے ہی اللہ تعالیٰ نے مجھے تحفظ عقیدہ ختم نبوت کے ذمہ داری سونپ دی اور اللہ تعالیٰ کے فضل کرم اور شاہ جیؒ کی نسبت سے کبھی اس عقیدہ کے تحفظ میں نہ تو سستی کا مظاہرہ کیا اور نہ ہی اس کو کمائی کا ذریعہ سمجھا۔ اللہ تعالیٰ ہی کی مہربانی ہے۔ جس نے مجھے شاہ جیؒ ایسے حضرات سے نسبت قائم رکھنے کی توفیق عطاء فرمائی۔ ’’وما توفيقي الا بالله عليه توكلت واليه انيب‘‘

شاہ نفیس رقم الحسینیؒ!

برصغیر کے ایک عظیم مصلح، نامور خطاط اور صاحب دل شاعر

آخری قسط

ڈاکٹر خلیل الدین شجاع الدین مکہ مکرمہ

وانتم الا علون

ایک حساس اور دردمند شاعر جب اپنے اسلاف کے مقابلے میں اور عصر حاضر کی نسل کو دیکھتا ہے تو ماضی کی تابناک یادوں اور موجودہ صورتحال پر حسرتوں کا بیان کچھ اس طرح کرتا ہے۔

شاعر ہوں میرا قلب ہے حساس و دردمند
رکھتا ہوں ایک عالم عبرت نظر میں بند
ماضی ہمارے حال پہ پر تو فگن نہیں
ہم عظمت سلف سے نہیں آج بہرہ مند
اک وقت تھا کہ ہم تھے زمانے میں سرفراز
اک وقت تھا کہ ہم تھے ستاروں سے بھی بلند
ہم کو ملا تھا انتم الاعلون کا خطاب
ہم تھے خدائے پاک کے نزدیک ارجمند
ہم آخری نبیؐ سے مشرف کیے گئے
ہم ملت عظیم تھے اور امت بلند
اس وقت بھی نظام شب وروز تھا یہی
پہنچا سکی نہ گردش دوراں ہمیں گزند
اور اب یہ حال ہے کہ زمانے کی آگ میں
اپنا وجود کچھ نہیں جز دانہ سپند
بارگراں ہے دل پہ یہ احساس اے نفیس
ہیں آج کیوں ذلیل کہ کل تک نہ تھی پسند

زندگی پرائی ہے

شاہ صاحب نے ان جذبات کو بڑے خوبصورت انداز میں کہا ہے کہ:

کچھ جو میری سمجھ میں آئی ہے
زندگی موت کی دہائی ہے
آخر کار بس جدائی ہے
دوستو! زندگی پرائی ہے

اور آخر کار ۵رفروری ۲۰۰۸ء کی صبح وہ وقت موعود آ ہی گیا۔ جب شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی روح قفس عنصری سے پرواز ہوکر اپنے مالک حقیقی سے جا ملی اور شاہ صاحب کی زندگی مندرجہ بالا اشعار کے مصداق ہوگئی۔

شاہ صاحب کے انتقال پر حضرت مولانا مفتی رفیع عثمانی صاحب، ناظم دارالعلوم کراچی کے تأثرات

راقم شاہ صاحب کے تعلق سے چند نقوش سپرد قلم کر ہی رہا تھا کہ حرم مکی شریف میں رکن یمانی کے حصہ میں محترم مولانا مفتی رفیع صاحب عثمانی صاحب سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا، راقم کی درخواست پر محترم مولانا مفتی رفیع صاحب نے مطاف ہی میں حضرت شاہ نفیس الحسینیؒ کے تعلق سے درج ذیل تأثرات کا اظہار کیا۔

حضرت شاہ نفیس الحسینیؒ صاحب سے ناچیز کا تقریباً گذشتہ بتیس برسوں سے نیاز مندانہ تعلق رہا ہے۔
ہمارے والد ماجد مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع عثمانیؒ کی وفات کے بعد جب دارالعلوم کراچی کے ترجمان ’’البلاغ‘‘ کا مفتی اعظم نمبر شائع کرنے کا ارادہ کیا گیا تو ہماری درخواست پر شاہ صاحب نے لاہور سے سفر کر کے دارالعلوم کراچی میں طویل قیام فرمایا اور اس خاص نمبر کی اور خصوصاً اس کی سرخیوں اور عنوانات کی کتابت فرمائی اور اپنے بعض ممتاز شاگردوں کو بھی اس کام میں لگایا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطاء فرمائے۔
حضرت شاہ صاحبؒ کے ساتھ تقریباً آٹھ روز ہمارا بغداد میں بھی ایک کانفرنس کے سلسلہ میں ساتھ رہا اور یاد پڑتا ہے کہ صوبہ پکتیا کے ایک مشہور شہر خوست میں بھی آپ سے ملاقات ہوئی تھی۔
الحمدللہ! شاہ صاحب کی خدمت میں لاہور میں بھی حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔ انہوں نے ہمیشہ شفقت کا معاملہ فرمایا۔ آخر میں اب کئی برسوں سے انہیں رعشہ ہوگیا تھا۔ جس کے باعث آپ خطاطی تقریباً چھوڑ چکے تھے۔ ابھی چار پانچ برس پہلے میں نے ان سے ٹیلی فون پر درخواست بھی کی تھی کہ دارالعلوم کراچی میں دارالافتاء کی نئی عمارت تعمیر ہوئی ہے اور اس کے نام کا بورڈ آپ تحریر فرمادیں۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے آپ کا عذر بھی معلوم ہے۔ بس یہ درخواست ہے کہ کسی طرح اگر ممکن ہو تو ہمارے لئے یہ بڑی خوش نصیبی ہوگی۔ لیکن میں آپ کو ایسی تکلیف نہیں دینا چاہتا جو قدرت سے باہر ہو۔
موصوف نے از راہ عنایت بڑی خوشی سے ناچیز کی یہ درخواست قبول فرمائی۔ میں نے مطلوبہ بورڈ کا سائز لاہور بھیجا اور انہوں نے اپنی شان خطاطی کے مطابق بورڈ لکھا اور اس وقت دارالعلوم کراچی میں وہی بورڈ لگا ہوا ہے۔
حضرت شاہ صاحب سے اصلاحی تعلق رکھنے والوں میں میں نے دین کا جو رنگ دیکھا ہے اس سے دل بہت خوش ہوتا تھا اور محسوس ہوتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی صحبت وتربیت میں بڑی تاثیر رکھی ہے۔ خود میرا حال یہ ہے کہ جتنی مرتبہ میری ان سے ملاقات رہی۔ الحمدللہ! میں نے دل کی گہرائیوں میں ان کی محبت میں اضافہ پایا۔ اللہ تعالیٰ ان کی برکات سے امت کو محروم نہ فرمائے اور ان کو درجات عالیہ سے نوازے۔ (آمین)

(مطاف، حرم مکی شریف، ۱۸؍فروری ۲۰۰۸ء قیام مکہ کے دوران)

شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید صاحب کہروڑپکا، ملتان کے تأثرات

حضرت شاہ صاحب کے انتقال کے بعد شاہ صاحب کے خلیفۂ مجاز مولانا عبدالمجید صاحب دامت برکاتہم سے راقم نے جب ٹیلی فون پر گفتگو کی تو آپ نے کہا کہ شاہ صاحبؒ اس صدی کے ایک بہت بڑے مصلح اور عارف باللہ تھے اور بہترین اخلاق کے انسان تھے۔ ایک لاکھ سے زائد بندگان خدا نے لاہور میں ان کی نماز جنازہ ادا کی۔ اللہ انہیں غریق رحمت کرے اور ان کی اصلاحی وتربیتی مشن کو قائم ودائم رکھے۔ (آمین)

شاہ صاحب کی ایک یادگار نصیحت

اسی طرح حرم مکی شریف میں شاہ صاحبؒ کے متعلقین میں سے ایک نے شاہ صاحبؒ کے ذریعہ کی گئی ایک

یادگار نصیحت کو بھی سنایا کہ شاہ صاحبؒ نے خانقاہ سے جاتے وقت ایک دفعہ درج ذیل حدیث اپنے دست مبارک سے سپرد قلم کی تھی۔ ’’لا یزال لسانك رطبا بذكر الله ‘‘یعنی اللہ کے ذکر سے اپنی زبان کو تر رکھو، اور اس حدیث پر سختی سے عمل کرنے کی تاکید بھی کی تھی۔ تاکہ زندگی کا اکثر و بیشتر حصہ اللہ کے ذکر میں گذر جائے اور زبان کے شر سے ہماری حفاظت بھی ہو جائے۔

شاہ صاحبؒ کی نماز جنازہ کا منظر

عارف باللہ شاہ نفیس الحسینیؒ کی نماز جنازہ کا منظر بیان کرتے ہوئے ابن انیس حبیب الرحمٰن لدھیانوی (ایڈیٹر ماہنامہ ملیہ جامعہ ملیہ فیصل آباد، پاکستان) نے اپنے اداریہ میں لکھا ہے کہ دنیا میں بڑے بڑے لوگوں کے جنازے دیکھے۔ مگر شاہ صاحبؒ کے جنازے جیسا کہیں نہیں پایا، شاہوں، جاگیرداروں، بڑے بڑے افسروں، سرمایہ داروں اور سیاست دانوں کے جنازوں پر لوگوں کو ورغلا اور ڈرا دھمکا کر یا لالچ دے کر لایا جاتا ہے۔ ان کے لئے اپنی طرف سے سواری کا نظم کرتے ہیں۔ نہ ان کو نماز جنازہ پڑھنے کا شوق ہوتا ہے اور نہ ہی جنازے میں شریک ہو کر ان کے غم میں نڈھال ہوتے ہیں۔

لیکن آج ۵؍فروری ۲۰۰۸ء کو یہ ایک فقیر تھا۔ جس کے جنازے میں شرکت کے لے دور دور سے خود بخود لوگ دوڑتے چلے آئے۔ عقیدت کے پھول نچھاور کرتے چلے آئے۔ لوگوں نے جنازے میں شرکت صرف اس لئے کی کہ یہ ایک عارف باللہ کا جنازہ ہے۔ شیفتگی کا یہ عالم تھا کہ لوگ ان کی چارپائی کے گرد اس طرح گر رہے تھے۔ جیسے پروانے شمع پر نثار ہو رہے ہوں۔ کچھ جنازے ایسے ہوتے ہیں کہ جس میں شریک ہونے والوں کی وجہ سے جنازے کو شہرت ملتی ہے۔ مگر یہ جنازہ ایسا تھا کہ اس میں شریک ہو کر ہر شخص عظمت حاصل کرنے کی کوشش میں تھا۔ مجمع کی کثرت کا یہ عالم تھا کہ عتیق اسٹیڈیم لاہور پر ہونے کے بعد لوگ مینار پاکستان کے میدان تک پہنچ چکے تھے۔

اتنی قدر و منزلت اس فقیر کو کیوں ملی۔ کیونکہ وہ بت شکن تھا، بت گر نہیں تھا۔ وہ کلمہ حق ’’لا الہ الا اللہ ‘‘ کی ضرب سے دلوں میں چھپے بتوں کو توڑتا تھا۔ ’’من كان لله كان الله له ‘‘ کا مصداق تھا۔ یعنی جو اللہ کا ہو جاتا ہے اللہ اس کا ہو جاتا ہے۔

آخری آرام گاہ

۵؍فروری ۲۰۰۸ء کو بعد عصر لاہور میں دریائے راوی کے کنارے خانقاہ کے قریب شاہ نفیس الحسینیؒ کی تدفین عمل میں آئی۔ اللہ رب العزت ان کی قبر کو نور سے بھر دے۔ آخرت میں اعلیٰ درجات سے سرفراز فرمائے اور ان کے اصلاحی کارناموں کو تر و تازہ رکھے۔ (آمین)

شاہ صاحب نے اپنی والدہ محترمہ کی تدفین کے وقت جو شعر کہا تھا آج انہیں الفاظ کو شاہ صاحبؒ کے لئے بطور دعاء سپرد قلم کیا جارہا ہے۔

ان کی تربت پہ رہے بارش انوار مدام
ابر رحمت ہو تسلسل سے گہر بار مدام

قادیانیوں کے ساتھ مناظرہ نمبر۲

قسط نمبر:۴ ازافادات: مولانا محمد امین صفدرؒ

الہامات مرزا

نمبر۱: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ’’اسمع ولدی‘‘ میرے لڑکے تو سن۔ (البشریٰ ص ۴۹)

نمبر۲: ’’انت منی بمنزلة ولدی‘‘ تیرا میرے نزدیک ایسا مرتبہ ہے جیسے میرا لڑکا۔ (حقیقت الوحی ص ۸۶)

نمبر۳: ’’انما امرک اذا اردت شیئاً ان یقول له کن فیکون‘‘ بے شک تیرا حکم ہے جب تو نے ارادہ کیا کسی چیز کا کہ کہے اس کو کہ تو ہو جا بس وہ ہو جائے گا۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۹۵)

یہاں مرزا قادیانی نے اپنے لئے قدرت ’’کن فیکون‘‘ ثابت کی ہے۔

نمبر۴: اللہ تعالیٰ نے مجھے الہام فرمایا: ’’انا اصوم وافطر وانا انام واسهر‘‘ میں روزہ رکھتا ہوں اور افطار کرتا ہوں اور میں سوتا ہوں اور میں بیدار رہتا ہوں۔ (تذکرہ ص ۳۲۵)

نمبر۵: ’’لولاک لما خلقت الافلاک‘‘ اگر تو نہ ہوتا تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔ (ضمیمہ حقیقت الوحی ص ۸۵)

نمبر۶: ’’انت من ماء نا وهم من فشل‘‘ تو ہمارے نطفہ سے ہے اور وہ خشک مٹی سے ہے۔ (اربعین ص ۳۹)

نمبر۷: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ’’انا اخطی واصیب‘‘ میں کبھی خطاء کرتا ہوں اور کبھی صواب کو پہنچتا ہوں۔ (ضمیمہ حقیقت الوحی ص ۸۶)

مسیح موعود بننے کا طریقہ

مرزا قادیانی لکھتا ہے مجھے پہلے مریم بنایا گیا اور پھر حاملہ ٹھہرایا گیا۔ کچھ عرصہ بعد جو دس ماہ سے زائد نہیں تھا۔ مجھے دردزہ کھجور کے تنے کی طرف لے گئی۔ میں نے پاؤں پر زور ڈال کر پورا زور لگایا تو میں خود ہی پیدا ہو گیا۔ اس طرح میں عیسیٰ بن مریم کہلایا۔ (کشتی نوح ص ۴۷)

مرزا قادیانی کے مزید الہامات اور کشوف

۱...... ایک دفعہ مجھے کشفی طور پر ۴۴ یا ۴۳ روپے دکھائے گئے۔ پھر اردو میں الہام ہوا کہ ماجھے خاں کا بیٹا شمس الدین پٹواری ضلع لاہور سے بھیجنے والے ہیں۔ (تریاق القلوب ص ۵۳)

۲...... کشف میں دیکھا ہے ایک کاغذ پر لکھا ہے آتش فشاں۔ (مکاشفات ص ۴۳)

۳...... کشفی حالت میں مجھے ایک شیشی دکھائی گئی۔ جس پر لکھا تھا پیپرمنٹ۔ (مکاشفات ص ۳۸)

۴...... الہام: ہیضہ کی آمد ہونے والی ہے۔ (البشریٰ ج ۲ ص ۱۳۲)

۵...... کشفی حالت میں میں نے بادام دیکھے اور کشف کا اتنا غلبہ تھا کہ میں اٹھا کہ مغز بادام لوں۔

(مکاشفات ص۶۰)

۶...... میں نے کشف میں دیکھا کہ میرے مقابلہ میں کئی لوگوں نے پتنگ چڑھائی۔ لیکن میں نے سب کی پتنگ کاٹ دی۔ تو کسی نے کہا غلام احمد کی جئے۔ یعنی فتح۔ (مکاشفات ص۶۰)

۷...... انگریزی میں الہام ہوا۔ ورلڈ اینڈ ٹو گرلز ایک کام دو لڑکیاں۔

۸...... الہام ہوا ربنا عاج ہاتھی دانت۔ (البشریٰ ج۱ ص۴۳)

۹...... الہام ہوا دس دن کے بعد موج دکھاتا ہوں۔

۱۰...... الہام ہوا چوہدری رستم علی۔ (البشریٰ ص۹۵)

۱۱...... الہام ہوا۔ غثم، غثم، غثم (البشریٰ ج۲ ص۵۰)

۱۲...... الہام ہوا آئل، پائل، شائل۔

۱۳...... الہام ہوا عصر کے بعد ایک مرغی دیوار پر پھر رہی تھی۔ مجھے بار بار کہتی تھی۔ ''ان کنتم''

(البشریٰ ج۱ ص۵۱)

۱۴...... الہام ہوا پریشن عمر براتوس یا پرتوس سرعت الہام کی وجہ سے پورا لفظ سمجھ نہیں آیا۔

(البشریٰ ج۱ ص۵۱)

۱۵...... الہام ہوا۔ آئی لو یو۔ (البشریٰ ج۱ ص۱۷)

تبصرہ: ان الہامات اور کشوف کو الہام کہنے کی بجائے اگر اضغاث احلام یا احتلام کہا جائے تو زیادہ مناسب ہے۔ مرزا قادیانی ایک جگہ لکھتا ہے کہ میرا سچ اور جھوٹ پہچاننے کے لئے میری پیشین گوئیاں بھی معیار ہیں۔ جن میں تین پیشین گوئیاں بہت اہم ہیں۔ ایک مسلمانوں کے لئے اگر وہ سچی ہوگئی تو میرا امام مہدی ہونا سچا ہوجائے گا۔ دوسری عیسائیوں کے لئے اگر وہ سچی ہوگئی تو میرا مسیح موعود ہونا ثابت ہوجائے گا۔ تیسری ہندوؤں کے لئے اگر وہ سچی ہوگئی تو میرا رودر بھوپال اور کرشن جی مہراج ہونا ثابت ہوجائے گا۔ مسلمانوں کے لئے محمدی بیگم کی پیشین گوئی ہے۔ عیسائیوں کے لئے عبداللہ آتھم کی ہندوؤں کے لئے لیکھ رام کی عجیب بات ہے۔ تینوں پیشین گوئیاں غلط نکلیں۔

قرب قیامت میں دو مسیحوں کی آمد

مسلمان، عیسائی اور یہودی تینوں اس بات پر متفق ہیں کہ قیامت کے قریب دو مسیح آئیں گے۔ ایک مسیح صادق اور دوسرا مسیح کاذب۔ جس کو دجال بھی کہتے ہیں۔ اس پر بھی اتفاق ہے کہ مسیح کاذب قتل ہوگا اور مسیح صادق مقتول نہیں بلکہ قاتل ہوگا۔ یہودی عیسائیوں کو یہی کہتے ہیں کہ چونکہ عیسیٰ بن مریم صلیب پر مارا گیا۔ اس لئے وہ جھوٹا مسیح تھا۔ عیسائی یہ کہتے ہیں کہ عیسیٰ صلیب پر مرکر ہمارے گناہوں کا کفارہ بن گئے۔ تین دن مرے رہے اور دوزخ میں رہے اور چوتھے دن زندہ ہوکر آسمان پر چلے گئے اور قیامت کو تخت عدالت میں بیٹھ کر وہ سب لوگوں کا انصاف کریں گے۔

قرآن پاک یہودیوں اور عیسائیوں کے اس جھگڑے کے بعد نازل ہوا اور حکم اور فیصل بن کر آیا۔ قرآن پاک نے سرے سے اسی کا انکار فرمادیا کہ مسیح مصلوب نہیں ہوئے۔ جس سے یہود کا عقیدہ غلط ہوگیا کہ مسیح ابن مریم معاذ اللہ دجال تھے اور عیسائیوں کا عقیدہ نجات اور کفارہ غلط ہوگیا۔ احادیث مقدسہ سے پتہ چلتا ہے کہ قرب قیامت میں اللہ تعالیٰ مشاہدہ سے حق اور باطل کا فیصلہ کریں گے۔ چنانچہ دونوں مسیح بیک وقت لوگوں کے سامنے ہوں گے اور سچا مسیح سب لوگوں کے سامنے جھوٹے مسیح کو قتل کرے گا۔ جس سے پتہ چل جائے گا کہ یہ مسیح برحق ہیں اور وہ دجال تھا۔ پھر جناب مسیح صلیبوں کے توڑنے کا حکم دیں گے۔ تاکہ دنیا آنکھوں سے دیکھ لے کہ عیسائی عقیدہ صلیب میں بالکل جھوٹے تھے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام قطعاً مصلوب نہیں ہوئے اور نہ کفارہ بنے۔ اس واقعہ سے جس طرح یہودیوں اور عیسائیوں کا جھوٹا ہونا ثابت ہو جائے گا۔ اس طرح مرزائیوں کا جھوٹا ہونا بھی ثابت ہو جائے گا۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود تشریف لا کر یہ واضح فرمادیں گے کہ جب میں اصل مسیح زندہ ہوں تو کسی بہروپیے مسیح کی ضرورت نہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیث میں آتا ہے کہ آپ صلیبوں کو توڑوادیں گے اور خنزیروں کو قتل کروادیں گے۔ (مشکوٰۃ ص ۴۷۹)

اس لئے آج عیسائیوں کے گرجوں اور ان کے گھروں اور ان کی قبروں پر جو صلیب لٹک رہے ہیں ایک ایک صلیب مرزے کے جھوٹے ہونے کی دلیل ہے۔ بلکہ دنیا میں اس وقت جتنے خنزیر پھر رہے ہیں ایک ایک خنزیر مرزائیوں کو چیلنج کررہے ہیں کہ اگر تمہارا مرزا قادیانی سچا مسیح ہوتا تو آج ہم دنیا میں نہ ہوتے تو گویا مسیح کا دجال کو سب کے سامنے قتل کردینا اسلام کی صداقت اور یہودیت، عیسائیت اور قادیانیت کے باطل ہونے کی مشاہداتی دلیل ہوگا۔

پھر احادیث میں یہ بھی ہے کہ قتل دجال کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام حج کریں گے اور حج کے بعد روضہ اطہر پر حاضری دیں گے اور جناب نبی کریم ﷺ پر سلام عرض کریں گے۔ حضرت پاک ﷺ سلام کا جواب ارشاد فرمائیں گے جس کو سب حاضرین سنیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے یہودیوں، عیسائیوں، مرزائیوں کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے ایک ہی نبی عیسیٰ کو کافی سمجھا۔ لیکن مماتیوں کو جھوٹا کرنے کے لئے دو نبی مل جائیں گے۔ ایک نبی باہر سے سلام عرض کریں گے۔ تاکہ مماتی سمجھ لیں کہ حضرت پاک ﷺ اس قبر میں درود وسلام سنتے ہیں اور دوسرے نبی اندر سے سلام کا جواب دے کر یہ واضح فرمادیں گے کہ میری حیات اسی قبر میں ہے اور اسی قبر میں مدفون جسد اطہر فائز الحیات ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور آپ کے رفع آسمانی کا عقیدہ کو قرآن پاک نے واضح فرمادیا اور آپ کا نزول ایسی احادیث سے ثابت ہے جو معناً متواتر ہیں۔ اسی لئے اس مسئلہ پر اجماع ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی جسد عنصری کے ساتھ آسمانوں پر اٹھائے گئے۔ اب تک وہاں زندہ ہیں۔ قرب قیامت میں بیت المقدس میں نزول فرمائیں گے۔ مقام لد پر دجال کو قتل کریں گے۔ حج کے بعد حضرت امام مہدی کے ساتھ مل کر ملک عرب میں حکومت کریں گے۔ کافروں سے جہاد کریں گے۔ اس زمانہ میں جزیہ کا حکم باقی نہیں رہے گا۔ کافریا مسلمان ہوں یا قتل ہوں۔ اسی طرح پوری دنیا میں صرف ایک دین اسلام باقی رہ جائے گا اور تمام ادیان باطلہ مٹ جائیں گے۔ مرزا قادیانی سے پہلے کسی مسلمان

نے حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات کا انکار نہیں کیا۔ مرزا قادیانی جو پندرہ روپے ماہوار پر کلرک تھا۔ اس کو انگریزوں نے نبوت عطاء کردی کہ تو مسیح ہے۔ اب جہاد کے خاتمے کا اعلان کردے۔ کسی شاعر نے کہا ہے۔

عجیب یہ دور ہے اور عجب اس کی روانی ہے
کہ معمولی کلرکوں نے نبی بننے کی ٹھانی ہے
نہیں شیوہ یہ نبیوں کا کہیں انگریز سے جاکر
ہماری کیا نبوت ہے تمہاری مہربانی ہے

حضرت پسروری صاحب تقریر سے پہلے یہ شعر بھی پڑھا کرتے تھے۔

الٰہی خیر ہو دور فتنہ آخر زمان آیا
رہے ایمان ودیں سالم کہ وقت امتحان آیا

مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ حضرت عیسیٰ فوت ہوچکے ہیں۔ اب جس مسیح کے بارے میں احادیث میں پیشین گوئیاں ہیں۔ ان کی جگہ میں مثیل مسیح ہوکر آیا ہوں۔ اس کی مثال یوں سمجھیں کہ جیسے ایک شخص دعویٰ کرے کہ فلاں شخص جو صاحب جائیداد تھا وہ فوت ہوگیا۔ میں اس کا اکلوتا وارث ہوں۔ اس لئے اس کی جائیداد میرے نام منتقل کرو۔ اب اس موقعہ پر عدالت اس سے دو سرٹیفکیٹ مانگے گی۔

نمبر۱: واقعی وہ فوت ہوچکا ہے۔ اس کی موت کا سرٹیفکیٹ دیا جائے۔

نمبر۲: تو کس حیثیت سے اس کا وارث ہے۔ جب تک یہ دونوں سرٹیفکیٹ پیش نہ کرے۔ جائیداد اس کے نام منتقل نہیں ہوسکتی۔ اس طرح قادیانیوں کا فرض ہے کہ وہ ایک تو عیسیٰ علیہ السلام کی موت کا سرٹیفکیٹ پیش کریں۔ وہ جس عدالت میں اس کو رکھ لیا جائے۔ عدالت اس کو قبول کرے۔ دوسرا یہ کہ مرزا عیسیٰ کا کیا لگتا تھا کہ ان کی جائیداد مرزا قادیانی کے نام منتقل کی جائے۔

(ایک عورت نے اپنے بیٹے سے کہا ہزار نمبردار بھی مرجائیں تو نمبردار نہیں بنے گا۔ اسی طرح ہزار ہا عیسیٰ علیہ السلام بھی مرجائیں تو مرزا مسیح نہیں بنتا۔ الراقم الاثیم عبدالرزاق صفدر)

ایک واقعہ: (استاذ محترم اپنا ایک واقعہ لکھواتے ہیں۔ بڑا دلچسپ ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔ استاذ محترم نے فرمایا) ایک مناظرہ ہوا محمد منشاء سے جس نے ساری زندگی قادیانیت کے لئے وقف کردی تھی میں نے اس کو کہا کہ سرٹیفکیٹ پیش کرو۔ (جس کی تفصیل اوپر مذکور ہوئی) اس نے آیت پیش کی۔ ’’وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل ‘‘اس نے ترجمہ کیا۔ ’’نہیں ہیں محمد مگر رسول اور مرگئے سارے رسول‘‘ میں نے کہا کہ: ’’مرگئے‘‘ اور سارے کسی نے ترجمہ میں یہ الفاظ استعمال کئے ہوں۔ دکھائیں تو وہ نہ دکھا سکا۔ پھر اس نے آیت پڑھی۔ ’’واذ قال اللّٰه یعیسیٰ انی متوفیك ‘‘میں نے کہا موت تو ثابت ہوئی ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی، اس نے کہا کہ میں ۱۳۱ مناظرے جیت چکا ہوں۔ کسی نے یہ اعتراض نہیں کیا۔ میری تقریر اس نے ٹیپ کی اس نے کہا میرے دل کے تالے اتنی جلدی نہیں کھل سکتے۔ وہ چلا گیا۔ کچھ دنوں کے بعد ملا اس نے کہا چلے پر جارہا ہوں۔ مسلمان ہوچکا

ہوں۔ کیونکہ ربوہ میں کوئی بھی آپ کی تقریر کا جواب نہ دے سکا۔ (یہ گویا بطور حاشیہ کے واقعہ تھا۔ اب اصل بات کی طرف آئیں۔ صفدر) تو کوئی ایسی آیت یا حدیث وہ پیش نہیں کر سکتے۔ جس میں اللہ یا رسول کا فرمان بصیغہ ماضی موجود ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے اور نہ ہی کوئی ایسی آیت اور حدیث پیش کر سکتے ہیں۔ جس میں مرزا قادیانی کا عیسیٰ علیہ السلام سے کوئی رشتہ ثابت کر سکیں۔

حیات عیسیٰ علیہ السلام پر ایک مفصل نوٹ

''فلما احس عیسیٰ منهم الکفر قال من انصاری الیٰ الله قال الحواریون نحن انصار الله امنا باالله واشهد بانا مسلمون (آل عمران:۵۲)'' ﴿پھر جب معلوم کیا عیسیٰ نے بنی اسرائیل کا کفر بولا کون ہے کہ میری مدد کرے اللہ کی راہ میں۔ کہا حواریوں نے ہم ہیں مدد کرنے والے اللہ کے۔ ہم یقین لائے اللہ پر اور تو گواہ رہ کہ ہم نے حکم قبول کیا۔﴾

یہود کی چار تدبیریں تھیں۔

۱...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گرفتار کیا جائے۔

۲...... گرفتار کرنے کے بعد سولی پر چڑھایا جائے۔

۳...... پھر سولی پر مرنے کے بعد آپ کی نعش مبارک کی خوب بے حرمتی کی جائے۔

۴...... اس طرح سے آپ کے دین اور مشن کو بالکل ختم کر دیا جائے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی تدبیر کے مقابلہ میں فرمایا: ''اذ قال الله یعیسیٰ انی متوفیك ورافعك الیٰ ومطهرك من الذین کفرو او جاعل الذین اتبعوك فوق الذین کفرو الیٰ یوم القیمة الیٰ مرجعکم فاحکم بینکم فیما کنتم فیه تختلفون (آل عمران:۵۵)'' ﴿جس وقت کہا اللہ نے اے عیسیٰ میں لے لوں گا تجھ کو اور اٹھا لوں گا اپنی طرف اور پاک کر دوں گا تجھ کو۔ کافروں سے، رکھوں گا ان کو جو تیرے تابع ہیں غالب ان لوگوں سے جو انکار کرتے ہیں۔ قیامت کے دن تک۔ پھر طرف ہی تم سب کو پھر آنا پھر فیصلہ کروں گا تم میں جس بات میں تم جھگڑتے تھے۔﴾ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے عیسیٰ وہ تجھے گرفتار کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن ''انی متوفیك'' میں تجھے پورا پورا اپنے قبضہ میں لے لوں گا۔ وہ گرفتاری کے بعد تجھے سولی پر چڑھانا چاہتے ہیں۔ ''ورافعك'' میں اپنے قبضہ میں لے کر تجھے اپنی طرف اٹھا لوں گا۔ وہ صلیب کے بعد تیرے جسم کو ذلیل ورسوا کرنا چاہتے ہیں۔ ''ومطهرك'' میں تیرے جسم کو پاک رکھوں گا کہ ان کے گندے ہاتھ اس تک پہنچ ہی نہیں سکیں گے۔ وہ سارا کھیل اس لئے کھیل رہے ہیں کہ دنیا سے تیرا دین مٹ جائے۔ لیکن میں ''وجاعل الذین اتبعوك فوق الذین کفروا'' تیرے تابعداروں کو قیامت تک کافروں پر غالب رکھوں گا اور اللہ تعالیٰ کی یہ چاروں تدبیریں کامیاب ہوئیں۔ اس لئے فرمایا: ''والله خیر الماکرین'' مرزا کا کہنا ہے کہ جب کافروں نے آکر شہید کرنے کے لئے گھیرا تو اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو تسلی دی۔ اے عیسیٰ علیہ السلام یہودی تجھے مارنا چاہتے

ہیں۔"انی متوفیک "یہودیوں کا نمائندہ بن کر میں تجھے ماروں گا۔"ورافعک الیٰ "اور مارنے کے بعد تیری روح اپنی طرف اٹھالوں گا۔جسم ان یہودیوں کے پاس ہی رہے گا۔تاکہ وہ اس کے ساتھ ذلت ورسوائی کا جو سلوک کرنا چاہیں کرلیں اور چھ سوسال بعد قرآن پاک میں تیری پاکیزگی کی آیت نازل کروں گا کہ مریم علیہا السلام اور عیسیٰ علیہ السلام دونوں پاک تھے اور اس وقت اگرچہ تیرے ماننے والے ذلیل کر کے بھگا دیئے جائیں گے۔لیکن قیامت کے قریب میں ان کو غلبہ دوں گا۔(اس مرزا کی کلام سے تو معلوم ہوتا ہے کہ تدبیر یہودیوں کی غالب رہی۔ صفدر) مرزا قادیانی نے جب تک مسیح ہونے کا دعویٰ نہیں کیا تھا۔اس وقت یہی ترجمہ کرتا تھا۔اے عیسیٰ میں تجھے پوری نعمت دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ (براہین احمدیہ ج۴ص ۵۶۶)

دوسری جگہ لکھتا ہے اے عیسیٰ میں تجھ کو کامل اجر بخشوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ (براہین احمدیہ ج۴ص ۶۱۰)

قادیانی کہتے ہیں اس وقت مرزا نبی نہیں تھا۔اس لئے عام لوگوں سے سن لیا اور یہ معنی کر دیا۔لیکن مرزا کہتا ہے کہ جب میں نے براہین احمدیہ لکھی میں ملہم من اللہ، مجدد، نبی اور رسول تھا۔ (ایام الصلح ص ۷۵)

اس براہین احمدیہ میں اس نے اپنا الہام لکھا:"الرحمن علم القرآن "جس سے معلوم ہوا کہ براہین احمدیہ میں مرزا قادیانی نے جو قرآنی آیات کے معنی لکھے وہ سنے سنائے نہیں تھے۔بلکہ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے تھے۔اس براہین احمدیہ میں لکھتا ہے کہ یہ کتاب حضور اقدس ﷺ کی بارگاہ میں پیش کی گئی تو آپ ﷺ نے اس کو قطب ستارہ کی مانند غیر متزلزل اور مستحکم قرار دیا۔ (براہین احمدیہ ص ۲۴۲)

اور اسی براہین احمدیہ میں لکھا ہے کہ ہر مسلمان اس کو محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور پھر اس کی ہر بات قبول کرتا ہے۔مگر کنجریوں کے بیٹے نہیں مانتے۔اب مرزائیوں کو خواہ مخواہ کنجریوں کے بیٹے بننے کا شوق ہے۔

نوٹ: پنڈت لیکھ رام کے قتل کے بعد ہندوؤں نے مرزا قادیانی پر پنڈت لیکھ رام کے قتل کا الزام لگایا۔اس وقت مرزا قادیانی کے گھر کی تلاشی ہوئی۔مرزا قادیانی کہتا ہے کہ میں سخت پریشان ہوا تو اللہ تعالیٰ نے میری تسلی کے لئے یہی آیت"یعیسیٰ انی متوفیک "نازل فرمائی۔اس آیت کے معنی اچھی طرح کھل گئے کہ میں تجھے ہر طرح کی ذلیل لعنتوں سے بچاؤں گا۔ (سراج منیر ص ۱۹)

(یہی آیت اگر عیسیٰ علیہ السلام کے لئے ہو تو ترجمہ مرزائی "ماردوں گا" کرتا ہے اور اپنے لئے استعمال کرے تو ترجمہ "بچاؤں گا" کرتا ہے۔اس کے دھوکے اور ہیر پھیر پر ایک مرزائی مسلمان ہو گیا تھا۔بقول استاذ محترمؒ۔صفدر)

قرآن حکم اور فیصل بن کر آیا ہے

قرآن یہود اور نصاریٰ کے جھگڑوں میں فیصل بن کر آیا ہے۔ان کے غلط عقائد کی تردید اور صحیح عقائد کی تائید حکم کا فرض ہے۔مثلاً عیسائی تثلیث کے قائل ہیں۔تو قرآن پاک نے صراحۃً تردید فرمائی۔"لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلثۃ "اسی طرح عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کو خدا مانتے ہیں۔قرآن پاک نے صاف صاف اس کا رد فرما دیا۔"لقد کفر الذین قالو ان اللہ ھو المسیح ابن مریم "اس طرح وہ کفارے کے قائل

تھے۔ قرآن پاک نے صاف لفظوں میں فرمادیا۔ ’’لا تزر وازرۃ وزر اخریٰ ‘‘اور فرمایا: ’’فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرۃ (زلزال:۷،۸)‘‘ ﴿سو جس نے کی ذرہ بھر بھلائی وہ دیکھے گا اسے اور جس نے کی ذرہ بھر برائی وہ دیکھ لے گا اسے۔﴾

اسی طرح عیسائی، یہودی دونوں مسیح علیہ السلام کی مصلوبیت کے قائل تھے۔ قرآن پاک نے صاف صاف رد فرمادیا۔ ’’وما قتلو وما صلبوہ ‘‘عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمانی کے قائل ہیں۔ اگر عیسائیوں کا یہ عقیدہ بھی ہوتا تو قرآن پاک اس کی بھی صاف صاف تردید فرماتا۔ لیکن قرآن پاک نے بجائے تردید کے اس عقیدہ کی تائید فرمائی۔ چنانچہ قرآن پاک نے اپنا فیصلہ ان ’’وما قتلوہ وما صلبوہ ‘‘الفاظ میں سنایا۔ ’’فبما نقضهم ميثاقهم وكفرهم بايات الله وقتلهم الانبياء بغير حق وقولهم قلوبنا غلف بل طبع الله عليها بكفرهم ‘‘ سے لے کر ’’ويوم القيمة يكون عليهم شهيداً ‘‘ تک (سورۃ النساء آیت نمبر ۱۵۵ تا ۱۵۹) ۔ ان کو جو سزا ملی سو ان کی عہد شکنی پر اور منکر ہونے پر اللہ کی آیتوں سے اور خون کرنے پر پیغمبروں کا ناحق اور اس کہنے پر کہ ہمارے دل پر غلاف ہے سو یہ نہیں بلکہ اللہ نے مہر کردی۔ ان کے دل پر کفر کے سبب پر...... اور قیامت کے دن ہوگا ان پر گواہ)

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے ان اسباب کا ذکر فرمایا ہے۔ جن کی وجہ سے یہود لعنتی قرار پائے۔

اللہ تعالیٰ کے عہد کو توڑنا، آیات خداوندی کا انکار کرنا، انبیاء علیہم السلام کو ناحق قتل کرنا اور ضد میں کہنا کہ ہمارے دلوں پر غلاف ہیں۔ حالانکہ وہ کفر کی مہریں ہیں۔ سیدہ مریم علیہا السلام پر بہتان باندھنا جس طرح یہ کفر کی باتیں اور باعث لعنت ہیں۔ اسی طرح صرف اتنا کہہ دینے سے اور عقیدہ رکھنے سے کہ مسیح کو ہم نے مارڈالا۔ یہ عقیدہ بھی کفر اور لعنتی ہے۔ اس قول کو کفر قرار دینا اور باعث لعنت قرار دینا دلیل ہے کہ وفات مسیح کا عقیدہ کفر یہ اور لعنتی ہے۔ ’’وما قتلوہ ‘‘مسیح علیہ السلام کو کسی نے جان سے نہیں مارا۔

قتل کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ کسی کا گلہ گھونٹ کر ماردے، تلوار ماردے، آگ میں جلادے، پانی میں غرق کردے، ان سب کو عربی میں قتل کہتے ہیں۔ اس کے بعد ترقی کر کے فرمایا جو لوگ قتل مسیح کے قائل ہیں وہ ذریعہ قتل صلیب قرار دیتے ہیں تو فرمایا: ’’وما صلبوہ ‘‘کہ سرے سے ان کو لکڑی پر لٹکایا ہی نہیں تو مرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ’’ولكن شبه لهم ‘‘لیکن انہوں نے جان سے مارا اور صلیب دیا۔ اس شخص کو جو ان کے سامنے مسیح جیسا بن گیا تھا۔ یعنی مثیل مسیح علیہ السلام کو۔ قادیانی تحریف کرنے میں بہت جری ہوتے ہیں۔ یہاں ’’شبہ‘‘ کا صلہ ’’لام‘‘ ہے۔ ’’ان البقرة تشابه علينا ‘‘میں ’’علی‘‘ صلہ ہے۔ صلات کے بدلنے سے معنی بدل جایا کرتے ہیں۔ اس لئے مرزائیوں کا یہ کہنا کہ ان کا مرنا مشتبہ ہوگیا تھا۔ یہ بات قطعاً غلط ہے۔ یہود ونصاریٰ اس بات پر متفق تھے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر ماردیا گیا۔ قرآن نے اس کو صاف انکار فرمایا۔ اب سوال یہ تھا کہ اب یہود ونصاریٰ کو یہ غلط فہمی کیوں ہوئی۔ اس کا جواب دیا کہ واقعہ صلیب تو یقیناً پیش آیا۔ مگر مسیح کے ساتھ نہیں بلکہ مثیل مسیح کے ساتھ اس لئے وہ لوگ غلط فہمی میں مبتلا ہوگئے۔

ایک لطیفہ

ایک مناظرہ میں پادری کہنے لگا۔ (استاذ محترم مولانا محمد امین صاحبؒ کو) کہ تواتر کو ہر قوم اور مذہب مانتا ہے۔ لیکن قرآن پاک نے یہود ونصاریٰ کے تواتر کا انکار کیا ہے۔ میں نے کہا کہ آپ نے تواتر کا لفظ اگر کسی اسلامی کتاب میں پڑھ لیا تھا تو اس کی تعریف بھی کسی اسلامی کتاب سے پڑھ لیتے۔ تواتر تو جب ہوتا کہ جہاں یہ واقعہ پیش آیا۔ وہاں مسیح علیہ السلام کے پہچاننے والے اس کثرت پر ہوتے جن کا جھوٹ پر جمع ہونا محال ہوتا۔ لیکن مسیح علیہ السلام کو گرفتار کرنے کے لئے وہ رومی پولیس گئی جو مسیح علیہ السلام کو سرے سے پہچانتی ہی نہیں تھی۔ اسی لئے انہیں مسیح علیہ السلام کے ایک شاگرد یہودا یوطی کو تیس روپیہ رشوت دینا پڑی۔ چنانچہ یہود نے کہا کہ مسیح فلاں کمرہ میں ہے۔ میں وہاں جاتا ہوں آپ تھوڑی دیر بعد یہاں آجائیں۔ اسی دوران میں یہود کی شکل تبدیل ہوگئی۔ جب پولیس اندر گئی تو وہاں ایک آدمی تھا۔ اس لئے پولیس میں سخت اختلاف ہوا کہ اگر یہ مسیح ہے تو یہودا کہاں ہے اور اگر یہ یہودا ہے تو مسیح کہاں ہے۔ بہرحال پولیس اس کو پکڑ کر لے گئی اور جہاں پھانسی ہوئی وہاں بھی مسیح کو پہچاننے والا کوئی شخص نہیں تھا۔ کیونکہ مسیح کے شاگرد پہلے ہی ان کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ میں نے کہا آپ تواتر کا دعویٰ کرتے ہیں۔ یہاں خبر واحد بھی موجود نہیں۔ لوگوں میں اس بات کا پھیل جانا کہ مسیح علیہ السلام مصلوب ہوگئے۔ یہ ایک افواہ تھی۔ جو ہر زبان پر چڑھ گئی تو قرآن نے ایک جھوٹی افواہ کا انکار کیا ہے نہ کہ کسی تواتر کا۔ اب سوال یہ تھا کہ چلو یہ مان لیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام مصلوب نہیں ہوئے۔ کوئی مثیل مسیح مصلوب ہوا۔ لیکن مسیح علیہ السلام کو بھی دنیا میں واقعہ صلیب کے بعد کسی نے نہیں دیکھا۔ آخر وہ کہاں چلے گئے۔

اس سوال کا جواب اللہ تعالیٰ نے یوں دیا۔ ’’وما قتلوہ ‘‘یقیناً یہ یقینی بات ہے کہ مسیح علیہ السلام کو انہوں نے جان سے نہیں مارا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا۔ یہاں ’’رفع ‘‘ماضی کا استعمال فرمایا کہ جب وہ لوگ کسی مثیل مسیح کو پکڑ کر قتل کر رہے تھے۔ اس پکڑ دھکڑ سے پہلے ہی عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھالئے گئے۔ یہاں قتل اور رفع کے درمیان لفظ بل آیا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ رفع ایسا تھا کہ جو قتل کے ساتھ جمع نہیں ہوسکتا۔ اس لئے نہ تو یہاں رفع درجہ مراد ہوسکتا ہے۔ کیونکہ جب کسی کو شہید کر دیا جائے تو اس کا درجہ بلند ہو جاتا ہے۔ نہ یہاں رفع روح مراد ہوسکتا ہے۔ کیونکہ شہید کی روح بھی اٹھائی جاتی ہے۔ اس لئے یہاں صرف رفع جسمانی مراد ہے جو قتل کے ساتھ جمع نہیں ہوسکتا۔ اس میں شک نہیں کہ ہر زبان میں لفظوں کے حقیقی معنی اور مجازی معنی استعمال ہوتے ہیں۔ لیکن اس کا فیصلہ سیاق وسباق کرتا ہے کہ یہاں یہ لفظ حقیقی معنوں میں ہے یا مجازی معنوں میں۔

مثلاً ایک آدمی کہتا ہے کہ ایک شخص پر شیر نے حملہ کر دیا اور وہ بیچارہ ہسپتال پہنچنے سے پہلے ہی دم توڑ گیا۔ اب اگرچہ لفظ شیر، ہزاروں لاکھوں جگہ مجازی معنوں میں استعمال ہوا ہو۔ لیکن یہاں یہ فقرہ بتلا رہا ہے کہ یہاں شیر سے حقیقی درندہ مراد ہے۔

اسی طرح کسی نے کہا کہ بھائی انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں۔ ہمارے شیر نے غسل کر کے کپڑے پہن لئے ہیں۔ اب بلا تاخیر تقریر کرے گا تو کوئی آدمی جتنے مقامات بھی دکھائے کہ فلاں فلاں جگہ شیر حقیقی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ لیکن اس فقرہ کا سیاق وسباق یقینی طور پر متعین کر رہا ہے کہ یہاں شیر کا لفظ بہادر مرد کے لئے استعمال کیا ہے۔

اسی آیت کو مثالی شکل میں سوچیں کہ چند لوگ ہانپتے ہانپتے یہاں آئے کہ فلاں چوہدری صاحب کو آج ان کے دشمن قتل کرنے آ گئے تھے۔لیکن عین موقعہ پر اس کے دو دوست کار پر آئے اور چوہدری صاحب کو قتل سے بچا کر کار میں اٹھا کر لے گئے تو کوئی پرلے درجہ کا بیوقوف بھی یہ مراد نہیں لے گا کہ چوہدری صاحب تو قتل ہو گئے کاروالے ان کو کار میں رکھ کر لے گئے یا ان کی روح کو کار میں رکھ کر لے گئے۔

نوٹ: اس بل کے مسئلہ میں قادیانی ومماتی برابر کے تحریف کرتے ہیں۔ وہاں بھی یہی ہے۔''ولا تقولوا لمن یقتل ...... بل احیاء'' جیسے یہاں پہلے فعل قتل کا ذکر ہے۔بعد میں رفع کا۔تو مرزائی کہتے ہیں کہ قتل تو جسم ہی کا ہوتا ہے۔لیکن رفع روح کا ہوا ہے۔جب کہ مسلمان کہتے ہیں کہ رفع اسی جسم کا ہوا ہے جسے وہ قتل کرنا چاہتے تھے۔اسی طرح مماتی کہتے ہیں کہ قتل تو شہید کا جسم ہوا ہے۔لیکن بعد میں جو حیات ملی وہ صرف روح ہی کو ملی ہے۔ہم کہتے ہیں کہ وہی جسم فائز الحیات ہے جس پر فعل واقع ہوا ہے اور جس کو لوگ مردہ کہتے تھے۔اس کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی دو صفتوں''عزیز و حکیم'' کا ذکر فرمایا ہے کہ مسیح علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لینا خداوند عزیز کی قدرت سے کچھ بھی بعید نہیں اور اس میں اللہ تعالیٰ کی بہت ہی حکمتیں ہیں۔اب ایک سوال ذہن میں آتا تھا کہ ہر بات تو سمجھ آ گئی کہ مسیح علیہ السلام تو مصلوب نہیں ہوئے۔کوئی مثیل مسیح مارا گیا اور مسیح علیہ السلام کو آسمانوں پر اٹھا لیا گیا۔لیکن''کل نفس ذائقة الموت'' کے تحت مسیح علیہ السلام کو بھی موت آئے گی یا نہیں؟ اگر آئے گی تو آسمان پر ہی ان کا انتقال ہوگا یا زمین پر آ کر۔تو فرمایا نہیں کوئی اہل کتاب میں سے مگر وہ ضرور ایمان لائیں گے ان پر ان کی موت سے پہلے قیامت کے دن ان پر گواہ ہوں گے۔ (سورہ نساء آیت نمبر۱۵۹)

تعمیر ...... مرکز و مسجد ختم نبوت ...... اٹک

- ...... عطیہ اراضی مسجد ختم نبوت ...... محترم جناب سردار امجد خان صاحب
- ...... ہال مسجد ختم نبوت ...... صحن مسجد ...... جائے وضو ...... تقریباً مکمل ہیں
- ...... تعمیر میں عطیات دینے والے خوش نصیب حضرات کے لئے دعا گو ہیں

رابطہ کیلئے:

حضرت مولانا قاضی محمد ابراہیم الحسینی صاحب

امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ...... فاروق اعظم کالونی گلی نمبر4/5 اٹک

موبائل نمبر:0300-5380055

قادیانیوں اور دوسرے کافروں کے درمیان فرق!

مولانا مفتی محمد راشد مدنی

چند سادہ لوح مسلمان بھائیوں کے ذہن میں یہ خلجان ہے کہ قادیانی غیر مسلم اور کافر ہیں۔ لیکن ان کا معاشی اور معاشرتی بائیکاٹ آخر کیوں؟۔ جبکہ حضور اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ یہودیوں کی بیمار پرسی بھی فرماتے تھے اور لین دین بھی۔ جبکہ قادیانیوں کے متعلق اسلام کا حکم ہے کہ ان سے ہر قسم کا لین دین اور کسی بھی قسم کا تعلق حرام ہے۔ اسی طرح کافر اور بھی ہیں۔ مثلاً عیسائی، سکھ، ہندو وغیرہ۔ ان کے متعلق اتنا سخت حکم نہیں ہے۔

سوال کا خلاصہ یہ ہے کہ قادیانیوں اور دوسرے کافروں میں کیا فرق ہے؟۔ اس کا جواب عرض کرنے سے پہلے اس مسئلہ کو ایک مثال سے سمجھئے۔ مسلمان بخوبی جانتے ہیں کہ شراب شریعت اسلامیہ میں ممنوع ہے۔ شراب کا بنانا، پینا، بیچنا تینوں حرام ہیں اور اس بات کا بھی علم ہے کہ شریعت میں خنزیر حرام اور نجس العین ہے۔ اس کے گوشت کو فروخت کرنا اور کھانا حرام ہے۔ اب ایک آدمی وہ ہے جو شراب اور خنزیر فروخت کرتا ہے یہ حرام بھی ہے اور جرم بھی اور ایک دوسرا آدمی ہے جو شراب کو فروخت کرتا ہے زمزم کہہ کر اور خنزیر اور کتے کا گوشت بیچتا ہے بکری کا گوشت کہہ کر۔ مجرم پہلا بھی ہے اور مجرم دوسرا بھی۔ مجرم دونوں ہیں۔ لیکن دونوں کے جرم کی نوعیت میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ پہلا شخص حرام بیچتا ہے حرام کے نام سے یعنی شراب اور خنزیر کا گوشت کہہ کر بیچتا ہے۔ جن کے نام سے بھی مسلمان کو گھن آتی ہے اور دوسرا حرام کو بیچتا ہے حلال کے نام سے یعنی زمزم اور بکری کے نام سے۔ جس سے ہر مسلمان کو دھوکہ ہوسکتا ہے۔ وہ اس کے ہاتھ سے خنزیر کا گوشت خرید کر اسے پاک اور حلال سمجھ کر کھا سکتا ہے۔ پس جو فرق شراب کو شراب اور خنزیر کو خنزیر کہہ کر بیچنے والے کے درمیان اور شراب کو زمزم اور خنزیر کو بکری کہہ کر بیچنے والے کے درمیان ہے وہی فرق یہودیوں، عیسائیوں، ہندوؤں کے درمیان اور قادیانیوں کے درمیان ہے۔

کفر ہر حال میں کفر ہے۔ اسلام کی ضد ہے۔ لیکن دنیا کے دوسرے کافر اپنے کفر پر اسلام کا لیبل نہیں لگاتے اور لوگوں کے سامنے اپنے آپ کو اسلام کے نام پر پیش نہیں کرتے۔ عیسائی کافر ہیں۔ جب اپنے مذہب کی تبلیغ کرتے ہیں تو عیسائیت کے نام پر کرتے ہیں۔ اسی طرح یہودی اپنے مذہب کی تبلیغ یہودیت کے نام پر کرتے ہیں جس سے کوئی مسلمان دھوکہ نہیں کھا سکتا۔ لیکن قادیانی ایسے پکے کافر ہیں جو اسلام کے نام پر اپنے مذہب کی تبلیغ کرتے ہیں۔ اپنے کفر پر اسلام کا لیبل لگا کر دھوکہ دیتے ہیں کہ یہ اسلام ہے۔

کفر کی بنیادی طور پر تین قسمیں ہیں۔ نمبر۱...... مطلق کافر۔ نمبر۲...... مرتد۔ نمبر۳...... زندیق۔

مطلق کافر

جس شخص نے اسلام قبول ہی نہیں کیا اور کلمہ ہی نہیں پڑھا جیسے یہودی، عیسائی، ہندو اور سکھ وغیرہ ہیں کہ انہوں نے اسلام کو قبول ہی نہیں کیا۔ ان کے متعلق شرعاً حکم یہ ہے کہ ان کو اسلامی حکومت میں جینے کا حق حاصل ہے۔

ان کے ساتھ لین دین بھی کیا جاسکتا ہے اور بیمار پرسی وغیرہ بھی۔ بشرطیکہ ان کے ساتھ حالت جنگ نہ ہو۔

مرتد

وہ کافر جس نے پہلے اسلام کو قبول کرلیا اور پھر (العیاذ باللہ) کفر میں چلا گیا۔ یعنی کافر ہوگیا۔ اس کے بارے میں حکم یہ ہے کہ اس کو تین دن کی مہلت دی جائے گی۔ جن شبہات کی وجہ سے اس نے اسلام کو چھوڑا ان کو دور کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ اگر بات اس کی سمجھ میں آگئی اور وہ دوبارہ اسلام میں داخل ہو جائے تو بہت اچھا۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کی زمین کو اس کے وجود سے پاک کر دیا جائے گا۔

تمام مذاہب، ملکوں، حکومتوں اور مہذب قوانین میں باغی کی سزا موت ہے اور اسلام کا باغی وہ ہے جو اسلام سے پھر جائے (مرتد ہو جائے)۔ اس لئے اسلام میں مرتد کی سزا موت ہے۔ لیکن اس میں بھی اسلام نے رعایت دی ہے کہ تین دن میں بھی اگر معافی مانگ لے اور توبہ کرلے تو سزا سے بچ جائے گا۔ اس کے برعکس دوسرے لوگ اور حکومتیں باغیوں کو کوئی رعایت نہیں دیتیں۔ گرفتار ہونے کے بعد اگر بغاوت ثابت ہو جائے تو سزائے موت نافذ کر دیتے ہیں۔ وہ ہزار معافی مانگے، حلف اٹھائے کہ آئندہ بغاوت کا جرم نہیں کروں گا اس کی ایک بھی نہیں سنی جاتی۔ افسوس ہے پھر بھی اسلام میں مرتد کی سزا پر کفار اعتراض کرتے ہیں۔

خدانخواستہ کسی کے ہاتھ میں ناسور ہو جائے تو ڈاکٹر اس کا ہاتھ کاٹ دیتے ہیں اور ساری دنیا جانتی ہے کہ یہ ظلم نہیں بلکہ شفقت ہے۔ کیونکہ اگر ناسور کو نہ کاٹا گیا تو اس کا زہر سارے بدن میں سرایت کر جائے گا۔ جس سے موت یقینی ہے۔ پس جس طرح ناسور زدہ ہاتھ کاٹنے میں دانائی اور عقل مندی ہے اسی طرح مرتد شخص بھی ملت اسلامیہ کے لئے ایک ناسور ہے۔ جو رفتہ رفتہ یہ ناسور ملت اسلامیہ کے پورے بدن میں سرایت کر جائے گا۔ لہٰذا اس کا وجود ختم کرنا ضروری ہے۔ یہی عقل و دانش کا تقاضا ہے اور اسی میں امت کی سلامتی ہے۔

زندیق

وہ کافر ہے جو اپنے کفر کو اسلام ثابت کرنے پر تلا ہوا ہو۔ اپنے کفریہ عقائد پر اسلام کا لیبل لگائے۔ جس طرح کہ قادیانی ہیں جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں۔ ان کا معاملہ مرتد سے بھی زیادہ خطرناک اور سنگین ہے۔ زندیق کے متعلق شرعاً حکم یہ ہے کہ اس کو گرفتار ہو جانے پر قتل کیا جائے گا۔ اس کی توبہ بھی قبول نہیں۔ مرتد کو تو پھر بھی تین دن کی مہلت ہے۔ زندیق کو تین دن کی بھی مہلت نہیں دی جائے گی۔ خواہ وہ ہزار مرتبہ توبہ کرے۔ اس کی توبہ کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ اس کی توبہ قبول کرنا یا نہ کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ دنیا میں حکومت کے ذمہ ہے کہ ایسے شخص کو موت کی سزا دے۔

موجودہ حالات اور ہماری ذمہ داری

مرتد اور زندیق واجب القتل ہیں۔ لیکن چونکہ سزا کا نافذ کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے اور بدقسمتی سے ہمارے ہاں اسلامی قانون نافذ نہیں۔ تب شرعاً ہماری ذمہ داری یہ ہے کہ ہم مرتد اور زندیق کو سمجھیں گویا مر چکے۔ جو

مرچکے ان کے ساتھ لین دین اور غمی وخوشی میں شرکت ہوسکتی ہے؟۔ ہرگز نہیں۔ یہی حکم قادیانیوں کا ہے۔ ان کے ساتھ کھانا پینا، لین دین، خرید وفروخت، علاج معالجہ، ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا، سب کچھ حرام ہے۔

مرزائی کیوں زندیق ہیں؟

یہ بات خوب ذہن نشین ہوجائے کہ قادیانی زندیق ہیں۔ چونکہ قادیانی اپنے لئے اسلامی اصطلاحات استعمال کرکے مذہب اسلام کو بدنام کرتے ہیں۔ اس وجہ سے شرعاً اور پاکستان کے قانون کے مطابق کوئی قادیانی مرزا غلام احمد قادیانی کے لئے علیہ السلام، اس کے پیروکاروں کے لئے صحابی، بیوی کے لئے ازواج مطہرات، رضی اللہ عنہ اور امیر المومنین کی اصطلاحات استعمال نہیں کرسکتا۔ اذان، کلمہ، اپنی عبادت گاہ کو مسجد کی طرز پر بنانا، سب شرعاً اور قانوناً قادیانیوں کے لئے ممنوع ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ کافر ہیں اور اپنے کفر کو اسلام کہتے ہیں۔ وہ شراب پر زمزم اور خنزیر پر بکری کے گوشت کا لیبل لگا کر بیچنے والے کی طرح دھوکہ دے رہے ہیں۔ جس طرح کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں شک نہیں کہ یہ ہمارا کلمہ ہے۔ جو اس میں شک کرے وہ مسلمان نہیں۔ اسی طرح مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکاروں کے کافر ہونے میں جو شک کرے وہ بھی مسلمان نہیں۔ اہل اسلام یہ جانتے ہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ آخری نبی ہیں۔ یہ ہمارا عقیدہ ہے جس میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔ حجۃ الوداع کے موقعہ پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ: ''میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔'' قرآن مجید میں تقریباً ایک سو آیات مبارکہ اور دو سو سے زائد احادیث مبارکہ سے یہ امر ثابت ہے کہ حضور علیہ السلام کے بعد کسی کو نبوت نہیں دی جائے گی اور آپ علیہ السلام کے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے وہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ جبکہ مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت ورسالت کا دعویٰ کیا ہے اور قادیانی اسے نبی اور رسول سمجھتے ہیں۔

قادیانیوں کو مسلمان کہلانے کا کیا حق ہے؟

قادیانیوں کو یہ حق آخر کس نے دیا ہے کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی اور رسول بھی سمجھیں اور پھر اسلام کا بھی دعویٰ کریں۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے کلمہ کو منسوخ کرکے آپ ﷺ کی جگہ مرزا قادیانی کو آپ ﷺ کی حیثیت سے دنیا کے سامنے پیش کریں۔ مرزا قادیانی کا کلمہ جاری کرائیں۔ حضور ﷺ کی وحی قرآن وحدیث کی بجائے مرزا قادیانی کی وحی کو واجب الاتباع اور مدار نجات قرار دیں اور پھر ہٹ دھرمی کے ساتھ کہہ دیں کہ ہم ہی مسلمان ہیں۔ چنانچہ مرزا بشیر احمد قادیانی لکھتا ہے کہ:

ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو تو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا یا محمد کو تو مانتا ہے پر مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

(کلمۃ الفصل ص ۱۱۰)

قادیانیوں کا کلمہ

قادیانی عموماً دھوکہ دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہم بھی کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتے ہیں۔ لہٰذا ہمیں بھی

مسلمان سمجھا جائے۔ یہ بھی بہت بڑا دھوکہ وفریب ہے۔ اس لئے کہ گو مسلمانوں اور قادیانیوں کے کلمہ کے الفاظ ایک ہی ہیں۔ مگر ان کے مفہوم میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ قادیانی کلمہ میں محمد رسول اللہ سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی کو لیتے ہیں۔ (العیاذ باللہ) چنانچہ مرزا بشیر احمد قادیانی لکھتا ہے کہ: ’’مسیح موعود (مرزا قادیانی) خود محمد رسول اللہ ہیں جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔ اس لئے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں۔ ہاں! اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔‘‘ (کلمۃ الفصل ص ۱۵۸)

معلوم ہوا کہ قادیانیوں کے نزدیک کلمہ میں محمد رسول اللہ مراد مرزا غلام احمد رسول اللہ ہے۔ (العیاذ باللہ) قادیانیوں کے منہ سے کلمہ طیبہ کے منافقانہ الفاظ ادا کرنا ہمارے کلمہ کی توہین ہے۔ ہمارے نبی اور اسلام کی توہین ہے۔ پس معلوم ہوا کہ دوسرے کافر، یہودی، عیسائی، ہندو وغیرہ محض کافر ہیں۔ جبکہ قادیانی نہ صرف کافر بلکہ اپنے کفر کو اسلام کہنے کے بھی مجرم ہیں۔ لہٰذا یہ زندیق ہیں۔

زندیق مرزائی کی نسل کا حکم

قادیانیوں کی بیس نسلیں بھی بدل جائیں تب بھی ان کا حکم زندیق کا رہے گا۔ کیونکہ ان کا یہ جرم کفر کو اسلام کہنا ان کے ہر ہر فرد میں پایا جاتا ہے۔ الغرض قادیانی جتنے بھی ہوں خواہ اسلام کو چھوڑ کر مرتد ہو کر زندیق بنے ہوں یا پیدائشی قادیانی ہوں یعنی قادیانیوں کے گھر پیدا ہوئے ہوں ان سب کا حکم زندیق ہی کا رہے گا۔

دینی غیرت کا تقاضا

حضور ﷺ سے محبت فرض عین ہے۔ اس محبت کا تقاضا ہے کہ آپ ﷺ کے دشمنوں سے دل میں مکمل نفرت ہو۔ جو قادیانی آنحضرت ﷺ کے منصب ختم نبوت پر مرزا قادیانی جیسے رزیل شخص کو بٹھانے کی ناپاک جسارت کرتا ہے تو جس مسلمان کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان کی حرارت موجود ہے کیا وہ اسے برداشت کر سکتا ہے؟۔ نہیں! ہرگز نہیں۔ لہٰذا ہر مسلمان کا ایمانی فریضہ ہے کہ ہر قادیانی کا مکمل بائیکاٹ کرے اور اگر کوئی مسلمان ان قادیانیوں سے میل جول رکھتا ہے تو اسے سمجھائے۔ تاکہ اس مسلمان کا ایمان بچ جائے اور محبت نبویؐ کی وجہ سے ہمیں روز قیامت آنحضرت ﷺ کی شفاعت میسر آسکے۔

چیچہ وطنی میں قادیانی نے شعائر اسلامی ہٹا لئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقرر کردہ وکیل چوہدری عبدالرزاق ایڈووکیٹ کی طرف سے جاری کردہ لیگل نوٹس پر نصیر قادیانی نے اپنی دکان الحمد سیڈ کارپوریشن واقع مغربی گیٹ غلہ منڈی سے اسلامی شعائر ہٹا لئے۔ لیگل نوٹس میں موقف اختیار کیا گیا تھا کہ تین دن کے اندر اندر اسلامی شعائر نہ ہٹائے گئے تو آپ کے خلاف سخت قانونی کارروائی ہوگی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مولانا محمد ارشاد، قاری زاہد اقبال، حافظ محمد اصغر عثمانی اور مولانا کفایت اللہ حنفی نے اسلامی شعائر اتارنے کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا ہے کہ آئندہ ایسے غیر قانونی اقدامات سے گریز کیا جائے۔

حضرت مولانا عبدالمجید انور کی رحلت!

مولانا اللہ وسایا

۲۳ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس برمنگھم میں شرکت کے لئے ۱۰/جون ۲۰۰۸ء کو ملتان سے روانہ ہوا۔ اگلے روز کراچی حاضری ہوئی تو حضرت مولانا مفتی سعید احمد جلالپوری نے بتایا کہ آج ۱۱/جون ۲۰۰۸ء مطابق ۷/جمادی الثانی ۱۴۲۹ھ بروز بدھ صبح ساہیوال میں حضرت مولانا عبدالمجید انورؒ انتقال کر گئے ہیں۔انا للہ وانا الیہ راجعون!

حضرت مولانا عبدالمجید انورؒ آرائیں برادری سے تعلق رکھتے تھے۔آپ چک نمبر۹۲گ/ب جو مریدوالا اور ماموں کانجن کے درمیان واقع ہے کے رہائشی تھے۔آپ جامعہ خیرالمدارس ملتان کے ممتاز فضلاء میں سے تھے۔حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ کے نامور شاگرد تھے۔جامعہ خیرالمدارس سے فراغت کے بعد آپ مختلف مدارس میں درجہ کتب کے استاد رہے۔پھر جامعہ رشیدیہ ساہیوال میں تشریف لائے۔حضرت مولانا محمد عبداللہ رائے پوریؒ کی صدارت، حضرت مولانا فاضل حبیب اللہ رشیدی کی نظامت میں عرصہ تک تشنگان علوم اسلامیہ کی جامعہ رشیدیہ میں پیاس بجھاتے رہے۔آپ ایک اعلیٰ درجہ کے مدرس تھے۔افہام وتفہیم کا حق تعالیٰ نے آپ کو ملکہ عطا فرمایا تھا۔مشکل سے مشکل مسئلہ کو چٹکیوں میں سمجھانے پر مکمل دسترس رکھتے تھے۔

آپ تدریس کے ساتھ ساتھ بہت اچھے واعظ وخطیب بھی تھے۔خطابت میں مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ آپ کا آئیڈیل تھے۔البتہ تقریر میں برموقعہ شعر پڑھنے میں حضرت مولانا احتشام الحق تھانویؒ کا طرز اپناتے تھے۔آپ کی تقریر عام فہم اور موثر ہوتی تھی۔ایک زمانہ میں اکثر وبیشتر پنجاب کے بڑے مدارس کے سالانہ اجتماعات پر بڑی خصوصیت سے آپ کے وعظ ہوتے تھے۔عوام وخواص آپ کے بیان میں بہت دلچسپی لیتے تھے۔بیان میں پندونصائح، موعظت کے واقعات، ذکرالٰہی وفکرآخرت، اعمال صالحہ کی ترغیب، سنت رسولؐ کے احیاء، محبت نبویؐ، مدارس عربیہ کی اہمیت وضرورت، صالح معاشرہ کی تشکیل، بدعات ورسوم کی قباحت پر بیان کرتے تو بہت اچھا ماحول پیدا کردیتے۔ ہر جلسہ میں اپنے سے پہلے مقرر کی کسی بات کو لے کر بات کو آگے بڑھاتے تو مجمع کو چند منٹوں میں اپنا گرویدہ کر لیتے۔ایک زمانہ میں جامعہ خیرالمدارس میں تقریر کرنا بڑے اعزاز کی بات ہوتی تھی۔ حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ مقررین کے انتخاب میں بہت سارے امور کو مدنظر رکھتے تھے۔مولانا عبدالمجید انورؒ کا خیرالمدارس کے جلسہ میں اہمیت کے ساتھ بیان ہوتا تھا جو آپ کی کامیاب خطابت کے لئے بطور سند کے وزنی دلیل ہے۔

حضرت مولانا عبداللہ رائے پوریؒ کے انتقال کے بعد جامعہ رشیدیہ ساہیوال میں اضمحلال در کر گیا۔مولانا علامہ غلام رسول، مولانا مفتی مقبول احمد، مولانا سید نذر محمد شاہ نے جامعہ رشیدیہ سے علیحدگی اختیار کی تو مولانا عبدالمجید انورؒ بھی ان کے ساتھ جامعہ رشیدیہ سے اٹھ آئے۔مولانا سید نذر محمد شاہ مرحوم نے تو الگ سے اپنا ادارہ

انوار رحمت کے نام پر قائم کرلیا جواب بھی بڑی کامیابی سے خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ باقی حضرات نے نہر کے دوسرے کنارے پر جامعہ علوم شرعیہ قائم کرلیا۔ یہاں بھی مولانا عبدالمجید انورؒ بنیادی اور منتہی کتب کی تدریس کے فرائض سرانجام دینے لگے۔ مولانا مفتی مقبول احمد برطانیہ کے اہم شہر گلاسگو میں خطیب مقرر ہوگئے۔ مولانا علامہ غلام رسولؒ کو آخرت کا بلاوا آ گیا تو علوم شرعیہ کے سب سے سینئر استاذ ومدرس حضرت مولانا عبدالمجید انورؒ ہی رہ گئے۔ آپ نے ان حالات میں جامعہ علوم شرعیہ میں تدریس کے بانکپن کو برقرار رکھا۔

حضرت مولانا عبدالمجید انورؒ بنیادی طور پر تدریس وخطابت کے آدمی تھے۔ انتظامی امور میں زیادہ جوہر آپ کے کھل کر سامنے نہ آئے۔ مزاجاً ہنس مکھ انسان تھے۔ بات سے بات پیدا کرنی، اس میں رنگ بھرنا اور مجلس کو کشت زعفران بنانے کے بھی ماہر تھے۔ مزاج کے سڑیل بالکل نہ تھے۔ البتہ ہنسوڑ بھی نہ تھے۔ تاہم کسی سے ٹھن گئی تو گرہ کے بھی مضبوط تھے۔ اکھاڑ بچھاڑ نقد وجرح میں پہل تو آپ نہ کرتے لیکن چونچ اڑ گئی تو دھیمے انداز میں خوب لتے لیتے۔ لیکن انداز ہمیشہ عالمانہ رہتا۔ کبھی بھی عالمانہ وقار کو مجروح نہ ہونے دیا۔

حضرت مولانا عبدالمجید انورؒ کو بہت صدمات سے دوچار ہونا پڑا۔ جامعہ رشیدیہ سے علیحدگی، نوعمر بیٹے کی حادثاتی جدائی پر آپ سراپا صبر وشکر بن گئے۔ تمام صدمات کو برداشت کیا اور بڑے وقار کے ساتھ برداشت کیا۔ اب علوم شرعیہ میں آپ گرامی قدر رفقاء کے بعد اکیلے رہ گئے تو غم غلط کرنے کے لئے برطانیہ منتقل ہوگئے۔ حضرت مولانا مقبول احمد صاحب سے آپ کی عزیزداری بھی تھی۔ انہوں نے برطانیہ دورہ کی دعوت دی۔ آپ نے برطانیہ کے دور دراز شہروں کا دورہ کیا۔ ہر جگہ اپنی دل پذیر خطابت کا سکہ منوایا۔ ہر جگہ عزت کی نظر سے دیکھے گئے۔ برطانیہ کے اہم شہر رچڈیل میں ادارہ تعلیم الاسلام کی جامع مسجد اور دارالعلوم کی تعمیر نو کا مرحلہ شروع تھا۔ یہ جامع مسجد برطانیہ کی اہم خوبصورت ووسیع ودیدہ زیب مساجد میں شامل ہے۔ جامع مسجد کی خطابت اور دارالعلوم کی تدریس کے لئے ہر لحاظ سے مولانا عبدالمجید انورؒ موزوں کیا۔ قدرت کا تحفہ تھے۔ انتظامیہ نے درخواست کی تو آپ مان گئے۔ اس طرح مستقل برطانیہ میں منتقل ہوگئے۔ لیکن اہل وعیال کو پاکستان رکھنے اور برطانیہ منتقل نہ کرنے کے فیصلہ پر سختی سے کاربند رہے۔

جمعیت علمائے برطانیہ نے گوہر نایاب سمجھ کر انہیں اپنا سرپرست مقرر کرلیا۔ رچڈیل میں آپ نے تدریس کا آغاز کیا۔ بھرپور پذیرائی ملی۔ لیکن جوبن برقرار نہ رہ سکا۔ انتظامی مسائل سے نڈھال ہوگیا۔ البتہ مسجد کی خطابت کا شہرہ رہا اور خوب رہا۔

پاکستان کے موسم میں گردوغبار کی شاہی ہے تو برطانیہ میں نمی کا راج۔ پاکستان میں بھرپور شوروشغف تو برطانیہ میں خاموشی وتنہائی۔ غرض موسم وماحول دونوں یکسر بدلے تو جندوجان نے اس تبدیلی کو خوشدلی سے قبول نہ کیا۔ پہلے جگر نے بغاوت کی تو اب دل نے بھی ہتھیار ڈال دیئے۔ ان دونوں کا اس میں کیا قصور خود مولانا نے بھی اس تبدیلی کو بہت زیادہ محسوس کیا۔ خوب یاد ہے کہ راقم ایک بار آپ کا ہمراہی تھا۔ رچڈیل کی مسجد دوسڑکوں کے

درمیان ڈھلوان میں واقع ہے۔ سڑکوں پر آنے کے لئے سیڑھیاں چڑھنی پڑتی ہیں۔ سیڑھیوں سے سڑک پر آئے تو یک دم خوب صحت مند، چوڑے چکلے سینہ کے ابھار والی خاتون کا سامنا ہوا۔ نظریں جھکائیں۔ استغفار پڑھا اور بے ساختہ ”لقد صدق شیخ الدھیانوی“ کہا اور دل گرفتہ ہوگئے۔ راقم نے آپ کا ہاتھ سہارا دینے کے لئے پکڑا ہوا تھا تو میرے ہاتھ کو دبایا اور فرمایا کہ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ میرے جامعہ رشیدیہ کے زمانہ کے ساتھی اور قدردان تھے۔ میں برطانیہ منتقل ہوا تو حضرت لدھیانویؒ نے ایک بار فرمایا کہ آپ کے اس فیصلہ پر مجھے شرح صدر نہیں۔ آپ ضائع ہو جائیں گے۔ جو خدمت دین کے مواقع پاکستان میں حاصل تھے وہ یہاں کہاں نصیب۔ حضرت لدھیانویؒ کا یہ قول نقل کر کے مولانا عبدالمجید انورؒ نے فرمایا کہ مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ حکیم العصر تھے۔ میری طبیعت ومزاج کی رعایت کی۔ دراصل انہیں فرمانا چاہئے تھا کہ کس گناہ کی سزا میں برطانیہ آگئے ہو۔ نہ یہاں پڑھنا پڑھانا، نہ علمی مجالس، نہ دینی کاموں کا ماحول۔ کہاں وہ دوستوں کا جھرمٹ اور شاگردوں کی فوج اور کہاں یہ اجنبیت وپراگندگی ماحول۔ پھنسا ہوں اور بہت بری طرح پھنسا ہوں۔ فرقۃ الاحباب وفرقۃ الشباب سے نڈھال ہوں۔ اب بیماریوں نے گھیر لیا ہے۔ یہاں علاج ومعالجہ کی سہولت پر نظر کر کے وقت گزاری کر رہا ہوں۔ ذرہ صحت اعتدال پر آئے تو اڑ جانے کے لئے پر تول رکھے ہیں۔

حضرت مولانا عبدالمجید انور دل وجان سے مجلس تحفظ ختم نبوت کے قدردان بلکہ فدائی تھے۔ ملتان آتے تو دفتر تشریف لاتے۔ مجلس کی کانفرنسوں میں شرکت فرماتے۔ برطانیہ سے پاکستان گئے تو حضرت مولانا قاری محمد یاسین صاحب کے جامعہ دارالقرآن فیصل آباد میں ختم بخاری کی تقریب میں مہمان خصوصی تھے۔ اگلے دن چناب نگر مدرسہ ختم نبوت میں دارالمبلغین کی کلاس ردقادیانیت کورس کا افتتاح تھا۔ تشریف لائے۔ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے نعمت غیر مترقبہ سمجھ کر آپ سے افتتاحی خطاب کی درخواست کی۔ بیان کیا تو نور بھرا ماحول بن گیا۔ فلحمد للہ!

آپ نے برطانیہ ختم نبوت کانفرنس میں بیماری وعلالت کے باوصف کبھی ناغہ نہیں کیا۔ ایسا بیان کرتے کہ کانفرنس میں جان ڈال دیتے۔ مولانا مفتی سعید احمد جلال پوری نے آپ کی وفات کی خبر سناتے ہوئے یہ فرمایا اور خوب فرمایا کہ مولانا عبدالمجید انورؒ کی وفات سے برمنگھم کانفرنس کے ایک کامیاب خطیب اور مؤثر مقرر سے ہم محروم ہوگئے۔ حق تعالیٰ آپ کی تربت پر اپنی رحمتوں کی موسلا دھار بارش فرمائیں۔ ذاتی طور پر مجلس تحفظ ختم نبوت کے ایک خادم ہونے کے ناطہ میں راقم سے بہت ہی اکرام ومحبت کا معاملہ فرماتے۔ ڈھارس بندھا دیتے۔ تقریر پر خوشی سے جھوم جھوم جاتے اور اصلاح بھی فرماتے۔ راقم نے قرآن مجید ناظرہ بچپن میں ایک عورت سے پڑھا۔ خود جاہل ہوں مجہول کیا۔ اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔ پتہ نہیں صحیح بھی پڑھتا ہوں کہ نہیں۔ ایک بار علیحدگی میں فرمایا کہ آپ کو کوئی نہیں کہے گا۔ یہ نا خوشگوار فریضہ میں سرانجام دیتا ہوں۔ زبر کی بجائے زیر ہے۔ اس سے ان کی محبت واخلاص وسرپرستی کا پتہ چلتا ہے کہ وہ زیروزبر تک مجھ مسکین پر نظر رکھتے تھے۔

ایک بار بیان میں راقم نے عرض کیا کہ نبی جہاں فوت ہوتا ہے وہاں دفن ہوتا ہے۔ مرزا قادیانی کو پاخانہ کی جگہ موت کے باعث وہاں دفن ہونا چاہئے تھا تو تقریر کے بعد فرمایا کہ آپ نے جو بیان کیا یہ حضرت صدیق اکبرؓ کی روایت ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ کی تدفین کے موقع پر فرمایا کہ میں نے آپ ﷺ سے سنا ہے کہ نبی جہاں فوت ہوتا ہے وہاں دفن ہوتا ہے۔ لیکن مشکوٰۃ شریف میں دوسری روایت میں اور بھی وضاحت ہے کہ اللہ تعالیٰ کو جہاں اپنے نبی کا دفن ہونا مطلوب ہوتا ہے وہاں اپنے نبی کی وفات واقع فرماتے ہیں۔ فقیر نے سنا تو جھوم اٹھا۔ شکریہ ادا کیا۔ لیکن اپنی لاابالی کے باعث ایک بار پھر بیان کیا تو صرف پہلی روایت بیان کی۔ مولانا عبدالمجید انورؒ اب دوسری بار کے بیان میں بھی موجود تھے۔ تو پھر علیحدگی میں فرمایا کہ پچھلے سال بھی ایک روایت مشکوٰۃ کی سنائی تھی۔ اس میں موقف زیادہ اجاگر ہوتا ہے۔ آپ نے آج پھر اسے بیان نہیں کیا۔ غرض سبق کیا دیتے تھے سنتے بھی تھے اور یاد بھی کرادیتے تھے۔ اس کے بعد تو موقعہ کی مناسبت سے کبھی اس روایت کو بھول نہیں پایا۔ ان کی وفات مجلس تحفظ ختم نبوت کے دلی بہی خواہ کی وفات ہے۔

حضرت مولانا عبدالمجید انورؒ کھلا گول چہرہ، خوبصورت داڑھی، رنگت سانولی، کشادہ پیشانی، بھاری سر، چوڑا سینہ، صحت کے زمانہ میں خوب سڈول مائل بہ فربہی ڈیل ڈول اور درمیانہ قد کے تھے۔ سر پر ہمیشہ تھانویؒ وضع کی ٹوپی رکھتے تھے۔ کندھے پر رومال۔ لباس سادہ کھلا اور اجلا۔ جو ملا پہن لیا۔ لباس میں رنگت وغیرہ کے دل دادہ نہ تھے۔ چلنے میں وقار کی پھرتی۔ معاملہ فہمی کے ماہر اور دوستی دشمنی کے جھمیلوں میں نہ پڑنے والے تھے۔ کبھی کبھار ذائقہ بدلنے کے لئے جو داڑھ کے نیچے آ گیا، رگڑا اور چل دیئے کا معاملہ ہوگیا ہو تو اللہ تعالیٰ معاف فرمادیں۔ بہت ہی صالح اور عبادت گزار تھے۔ پاکستان آتے جاتے عمرہ یا حج کا سفر ضرور کرتے۔ اس لئے حج وعمرہ کا شمار تو وہ خود یا اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں جن کی رضا کے لئے وہ کرتے تھے اجر بھی اسی ذات نے دینا ہے۔

پہلے ذکر کیا ہے کہ وفات کی خبر کراچی سنی۔ مولانا قاضی احسان احمد صاحب سے کاغذ قلم مانگا۔ لیکن مضمون نہ لکھ سکا۔ آج ۲۳ جون ہے۔ ایک دو دن میں رچڈیل مسجد جانا ہے۔ مضمون دفتر لندن میں لکھ رہا ہوں۔ تعزیت ان کے نمازیوں سے جا کر عرض کروں گا۔ لندن میں مغرب کا وقت ہوا چاہتا ہے۔ پاکستان میں زرداری ٹائم رات کے دو بج گئے۔ اسی پر ختم کرتا ہوں۔ اللہ کافی وبس۔ باقی سب ہوس۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

محسنوں کی وفات سے دل ودماغ پر کیا بیتتی ہے اس سے ہر ذی عقل انسان واقف ہے۔ راقم مزید کیا مرثیہ خوانی کرے۔ اللہ تعالیٰ ان کی حسنات کو قبول فرمائے اور سیأت سے درگزر فرمائے۔ مولانا مرحوم نے بیماری کے باوجود عمرہ کیا۔ پاکستان گئے۔ واپسی پر برطانیہ کے لئے سیٹ بک تھی۔ بیماری نے شدت اختیار کی تو سیٹ کینسل کرادی۔ اپنے گھر ساہیوال میں کچھ دن زیر علاج رہے کہ بلاوا آ گیا۔ برطانیہ آنے کی بجائے بطن ارض کی طرف کوچ کیا۔ چلو آخری خواہش کہ صحت بحال ہوتے ہی ہمیشہ کے لئے وطن جانے کے لئے پر تولے ہوئے ہوں کا ایک حصہ پورا ہوگیا۔ وطن آ گئے اور اب فوتگی کے بعد صحت کیا جوانی بھی عود کر آئی ہوگی کہ آخر صالح عالم دین تھے۔ ان کی تمنا قدرت نے یوں پوری کردی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے۔ آمین!

جماعتی سرگرمیاں!

ادارہ!

۷ ستمبر کو ملک بھر میں یوم ختم نبوت منایا جائے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے مرکزی امیر حضرت مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم کندیاں شریف، نائب امیر مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر، جنرل سیکرٹری مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا مفتی سعید احمد جلالپوری، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اکرم طوفانی اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے مشترکہ بیان میں تمام اہل اسلام سے اپیل کی ہے کہ وہ ۷ ستمبر ۲۰۰۸ء یوم تشکر (یوم تحفظ ختم نبوت) اس عزم کے ساتھ منائیں کہ سارقین ختم نبوت کا ہر محاذ پر مقابلہ کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ علماء کرام عامتہ المسلمین کو اس تاریخی دن کی اہمیت سے آگاہ کریں کہ مسلمانوں کی نوے سالہ جدوجہد لاکھوں مسلمانوں اور علماء کی قید وبند اور ۲۵ ہزار مسلمانوں کی ناموس رسالتﷺ پر قربان ہونے کے بعد ۳۴ سال قبل ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا تھا۔ اس روز ہر ہر شہر اور قصبے میں اجتماعات منعقد کئے جائیں۔ جس میں مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت مسلمانوں کی جدوجہد قربانیوں، قادیانیوں کی سرگرمیوں اور عالم کفر کی سازشوں کو بے نقاب کریں، مساجد، مدارس اور مجلس کے دفاتر میں شہداء ختم نبوت کے قرآنی خوانی کا اہتمام کیا جائے۔

بلوچستان کے علماء کرام کا مشترکہ اجلاس

صوبائی دارالحکومت کے مختلف مکاتب فکر کے ممتاز اور جید علمائے کرام نے کہا ہے کہ سزائے موت کا خاتمہ توہین رسالتﷺ کا قانون ختم کرنے کا منصوبہ ہے۔ قرآن وسنت میں جن جرائم کی سزا موت رکھی گئی ہے اس کا اختیار کسی کو نہیں۔ قاتل کو معاف کرنے کا حق صرف ورثاء کو ہے۔ کوئی وزیراعظم، صدر یا کوئی پارلیمنٹ ایسا کرنے کی مجاز نہیں۔ سزائے موت کے خاتمے کی آڑ میں توہین رسالت کے قانون کو جس کی سزا آئین کی دفعہ 295-C کے تحت موت ہے ختم کرنے کا منصوبہ بنایا گیا جو مغرب کی دیرینہ خواہش اور مطالبہ ہے۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کے امیر مولانا عبدالواحد، جامع مسجد مرکزی کے خطیب مولانا انوارالحق حقانی، امیر اہل سنت مولانا حبیب احمد نقشبندی، ممتاز شیعہ عالم دین علامہ شیخ یعقوب علی توسلی، جامع مسجد سنہری کے خطیب مولانا قاری عبداللہ منیر، جامع مسجد گول مدرسہ ضیاء القرآن کے شیخ القرآن مولانا قاری عبدالرحیم رحیمی، مدرسہ مفتاح العلوم کے شیخ الحدیث مولانا عبدالباقی، ممتاز عالم دین علامہ مفتی افتخار احمد حبیبی، جامعہ اسلامیہ مطلع العلوم کے شیخ الحدیث مولانا غلام غوث آربانوی، جامع مسجد طوبیٰ کے خطیب مفتی عبدالرزاق، جامع مسجد سراج کے خطیب مفتی محمد شفیع نیاز، جامع مسجد عمر کے خطیب مولانا یوسف نقشبندی، جامع مسجد اقصیٰ کے خطیب مولانا محمد یوسف ہزاروی، جامع مسجد بسم اللہ کے خطیب مولانا محمد یاسین عباسی، جمعیت علمائے پاکستان کے سیکرٹری صاحبزادہ قدوس ساسولی،

جماعت اہل سنت کے امیر مولانا قاری ثناء اللہ، مرکزی رہنما حاجی محمد رفیق مینگل اور جامع مسجد قندھاری کے نائب خطیب مفتی محمد احمد خان نے مشترکہ بیان میں کیا۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے خود قرآن پاک میں قتل عمد کی سزا قتل رکھی ہے۔ ڈاکے کی سزا موت ہے اور شادی شدہ زانی اور توہین رسالتؐ کے مرتکب مرتد کی سزا بھی موت ہے۔ ان سزاؤں کو کوئی بھی معاف نہیں کرسکتا۔ وزیراعظم یوسف رضا گیلانی فوری طور پر سزائے موت کے خاتمے کی صدر کو بھیجی گئی ایڈوائس واپس لیں۔ ایک طرف تو باجوڑ، وزیرستان، فاٹا، لال مسجد، افغانستان، کشمیر، فلسطین اور عراق میں خون کی ندیاں بہائی جارہی ہیں۔ دوسری طرف مغرب کو راضی کرنے کے لئے ظالموں، قاتلوں، ڈاکوؤں اور انسانوں کی عزت پامال کرنے والوں کی شرعی سزاؤں کو ختم کرنے کا اعلان کردیا گیا ہے۔ وزیراعظم کو معلوم ہونا چاہئے کہ مسلمان ہرگز اس بات کی اجازت نہیں دیں گے۔ اگر حکومت نے عالمی دباؤ میں ایسا اعلان کردیا ہے تو فوراً اسے واپس لیں۔ اللہ تعالیٰ سے توبہ کریں اور مسلمانان عالم سے معافی مانگیں۔

کمالیہ میں قادیانیوں کی غیر قانونی سرگرمیاں

اڈا کلیرہ تحصیل کمالیہ کے نواحی گاؤں چک ۳/۵۸ ٹکڑا میں قادیانیوں کا غیر قانونی طور پر لاؤڈ سپیکر پر اذان کہنا، عبادت گاہ کے مینار ومحراب بنانے اور کلمہ طیبہ کا توہین آمیز استعمال کرنے پر مسلمانوں میں شدید اشتعال واضطراب پایا جاتا ہے۔ دینی وسیاسی حلقوں میں گہری تشویش اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا سخت احتجاج، انتظامیہ سے تعزیرات پاکستان کی دفعات 298-C، 295-C اور 295-A کے تحت مقدمات درج کرنے اور قادیانیوں کو گرفتار کرنے جیسے مطالبات میں شدت آرہی ہے۔ تفصیلات کے مطابق عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماء مولانا عبدالحکیم نعمانی نے جماعتی احباب کی معیت میں مذکورہ چک کا دورہ کیا اور قادیانیت کی اشتعال انگیز سرگرمیوں کا بخوبی جائزہ لیا مذکورہ گاؤں میں قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں کی روک تھام کے لئے مولانا عبدالحکیم نعمانی نے مورخہ ۱۱؍جولائی کو جامعہ فاروقیہ کمالیہ میں جمعۃ المبارک کے عظیم اجتماع میں عوام الناس کو موجودہ صورتحال سے آگاہ کیا اور انتظامیہ کو شدید احتجاج ریکارڈ کرایا۔ جمعہ کی نماز کے فوری بعد اس حساس مسئلہ پر پیدا ہونے والی تمام تر صورتحال پر غور وخوض کرنے اور لائحہ عمل مرتب کرنے کے لئے بلائے گئے مشاورتی اجلاس میں شرکت کی۔ اجلاس میں کمالیہ کے ممتاز علماء کرام، دینی عمائدین، مذہبی جماعتوں کے زعماء اور مقتدر سماجی شخصیات نے شرکت کی۔ مولانا عبدالحکیم نعمانی نے اجلاس میں بریفنگ دیتے ہوئے بتایا کہ:

قادیانیوں کی دو بڑی عبادت گاہیں مساجد کی شکل وشباہت پر تعمیر شدہ ہیں اور مزید ایک بڑی عبادت گاہ کی تعمیر کے لئے دو کنال کی اراضی مختص اور وقف ہوچکی ہے۔ ان عبادت گاہوں میں قرآن مجید کے سینکڑوں نسخے، انکار ختم نبوت پر مشتمل کتابچے، مرزا قادیانی کے تحریر شدہ رسائل، دو عدد ڈش انٹینا کی موجودگی اور عبادت گاہ پر کلمہ طیبہ کا غیر قانونی استعمال کیا ہوا ہے۔ مولانا عبدالحکیم نعمانی کے مطابق قادیانیوں کی دیدہ دلیری اور غنڈہ گردی کا یہ عالم ہے کہ وہاں ایک عبادت گاہ پر لاؤڈ سپیکر نصب کیا ہوا ہے۔ جسے وہ اذان، جمعہ کی تقریر اور تبلیغی اجتماعات کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ وہاں چک کی نمبرداری کا پھندہ بھی قادیانیوں کے گلے میں ہے۔ زمیندار اور جاگیرداری

اثرورسوخ اور غیر قانونی اسلحہ کے زور پر مسلمانوں کو غلامی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور کیا ہوا ہے۔ مولانا نعمانی کی پیش کردہ اجمالی رپورٹ سامنے آجانے کے بعد اجلاس میں شریک تمام حاضرین نے مذکورہ گاؤں میں فتنہ قادیانیت کی عمومی صورتحال کو ریگولر مانیٹر کرنے اور ورکنگ کمیٹی کو متحرک کرنے پر اتفاق کیا۔ اجلاس میں شرپسند قادیانیوں کے خلاف مقدمات درج کرنے کے مطالبے کا بھی اعادہ کیا گیا۔

۱۱رجولائی بعد از نماز مغرب مولانا عمر فاروق کی میزبانی میں بلائی گئی پریس کانفرنس میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قابل غور امر یہ ہے کہ جب صحافیوں کو مذکورہ صورتحال سے آگاہ کیا گیا تو وہ بھی اس طرح کے حالات واقعات سن کر حالت تعجب میں دم بخود رہ گئے اور وہ یہ بات کہنے پر مجبور ہوگئے کہ قادیانیوں نے مذکورہ چک میں حکومت کی رٹ چیلنج کر رکھی ہے۔ جب کے قانون نافذ کرنے والے ادارے بے بسی اور بے کسی کے عالم میں خاموش تماشائی کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ چنانچہ قاری عمر فاروق کی دعوت پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے ایک عظیم اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مذکورہ بالا مطالبات کا اعادہ کیا۔

کمالیہ میں تمام مکاتب فکر کا رہنماؤں کے اجلاس میں فیصلے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامع مسجد نیم والی میں مورخہ ۲۲رجولائی بروز منگل بعد از نماز مغرب ایک اہم اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس میں چک نمبر 58\3 ٹکڑا میں قادیانی اشتعال انگیزیوں کی وجہ سے بگڑتی ہوئی صورتحال کا تفصیلی جائزہ لیا گیا۔ بتایا گیا کہ گذشتہ دنوں پیر عتیق الرحمٰن کی سربراہی میں چار رکنی وفد میں گاؤں کا وزٹ کیا اور قادیانیوں کی شرانگیزیوں کے متعلق مفید اور کارآمد معلومات حاصل کیں اور تمام تر صورتحال سے احباب کو بریف کیا گیا۔ اجلاس میں طے پایا کہ ۲۵رجولائی کا جمعہ تمام علماء کرام بطور احتجاج کے پڑھائیں اور عوام سے قرارداد پاس کراتے ہوئے انتظامیہ کی بے حسی، جانب داری اور مسلسل چشم پوشی کے خلاف زبردست احتجاج ریکارڈ کرائیں۔ اجلاس میں پچاس سے زائد علماء کرام کے علاوہ سول سوسائٹی کے ذمہ داران نے شرکت کی اور انتظامیہ سے اپنے مطالبات کا اعادہ کرتے ہوئے کہا کہ چک نمبر 58\3 ٹکڑا میں امتناع قادیانیت آرڈیننس کی خلاف ورزی کرنے والے قادیانیوں کے خلاف مقدمات درج کئے جائیں۔ علاقے میں قادیانی غنڈہ گردی کا سختی سے نوٹس لیا جائے۔ عبادت گاہوں سے سپیکر، کلمہ طیبہ، قرآن مجید کے نسخے اور دیگر اسلامی علامات اور دینی شعائر کو محفوظ کیا جائے۔

قاری عبدالمجید کمبوہ کو صدمہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوٹھ نبی بخش کمبوہ کے قاری عبدالمجید صاحب کے بڑے بھائی محمد جمیل کمبوہ گزشتہ دنوں انتقال فرماگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون! مرحوم بہت ہی دین دار اور مجلس تحفظ ختم نبوت سے بہت ہی محبت کرنے والے تھے۔ مرحوم کافی عرصہ سے بیمار تھے۔ وفات سے قبل بلند آواز سے کلمہ پڑھا اور روح پرواز کرگئی۔ حافظ محمد شریف صاحب سرپرست عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جھڈو نے نماز جنازہ پڑھائی۔ عالمی مجلس میرپور خاص کے مبلغ مولانا محمد علی صدیقی نے گھر جاکر قاری صاحب سے ان کے بھائی کی تعزیت کی۔

حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ

شافع کون ومکان کی راہ پر لاتا رہا
گمرہان شرک کو توحید سکھلاتا رہا
پرچم اسلام ابر درفشاں کے روپ میں
بتکدوں کی چار دیواری پہ لہراتا رہا
ہمرہان دل گرفتہ کو بہ اعلان جہاد
تیغ جوہر دار کا آئینہ دکھلاتا رہا
اس کے سینہ میں خدا کا آخری پیغام تھا
وہ خدا کی سرزمین میں حجت اسلام تھا

شورش کاشمیریؒ

حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ

گردش دوراں کی سنگینی سے ٹکراتا رہا
مالٹا میں نغمۂ صبرو رضا گاتا رہا
فقر واستغنا کی تصویر کہن کا ہمہمہ
اس کی جدوجہد کا عنوان کہلاتا رہا
حادثوں کی جاں گسل موجوں سے ہوکر بے نیاز
نقشہ قربانی وایثار دکھلاتا رہا
واقعہ یہ ہے کہ شمع عشق کا پروانہ تھا
خواجہ کون ومکاںؐ کے نام کا دیوانہ تھا

شورش کاشمیریؒ

روحانی
تربیتی
نقشبندی
خانقاہ حلیمیہ نقشبندیہ اور
دار العلوم حنفیہ چکوال کا
57 واں
سالانہ
اجتماع
مبارک
29
30
31
اکتوبر 2008
بروز
بدھ، جمعرات، جمعہ
سہ روزہ
برادران سلام! دنیوی و روحانی زندگی کی تعمیر تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کے لیے اولیاء اللہ کی صحبت اکسیر کا درجہ رکھتی ہے۔ زندگی کے ان دنوں کو غنیمت سمجھیں تاکہ ہماری معاشرتی اور روحانی زندگی میں اسوۂ حسنہ کے مطابق تبدیلی آئے اور ہم اپنے آپکو سچا مسلمان ثابت کر کے اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہوں اور روز قیامت حضور علیہ السلام کی شفاعت حاصل کر سکیں
بعد نماز جمعہ
الداعی الی الخیر
صاحبزادہ عبدالقدوس نقشبندی
خدام خانقاہ حلیمیہ نقشبندیہ
چکوال
فون: (0543) 541570

MONTHLY LAULAK MULTAN REGD. Number M-108

اسلام زندہ باد | فرما گئے یہ ہادی لا نبی بعدی | ختم نبوت زندہ باد

27 ویں دو روزہ سالانہ عظیم الشان

ختم نبوت کانفرنس

مسلم کالونی چناب نگر

زیر صدارت
حضرت مولانا خواجہ خواجگان خواجہ **خان محمد** صاحب دامت برکاتہم
قطب الاقطاب، مخدوم المشائخ
امیر مرکزیہ

مہمان خصوصی
حضرت مولانا ڈاکٹر **عبدالرزاق اسکندر** صاحب دامت برکاتہم
نائب امیر مرکزیہ

بتاریخ
30، 31 اکتوبر 2008
جمعرات - جمعۃ المبارک

عنوانات

توحید باری تعالیٰ
سیرۃ خاتم الانبیاء
مسئلہ ختم نبوۃ
حیات عیسیٰ علیہ السلام
عظمت صحابہ و اہل بیت
اتحاد امت

اور ردِّ قادیانیت جیسے اہم موضوعات پر علماء، مشائخ، قائدین، دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے۔ اہل اسلام سے شرکت کی درخواست ہے

شعبہ نشر و اشاعت
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چناب نگر تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ

ملتان: 061-4514122 چناب نگر: 047-6212611